اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵

اللّٰہ اکبر

الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰/

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳/

نمبر ۱۲۱ | مورخہ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۳ ذوالحجہ سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بھی خوشصحت ہیں۔

جناب میر قاسم علی صاحب اور حافظ محمد عمر صاحب دہلی کے جلسہ سے اور مولوی عبد الاحد صاحب ہزاروی۔ اور مولوی ظفر محمد صاحب جھنگ کے مناظرہ سے واپس آ گئے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب اور جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد دہلی سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

۸-اپریل ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور تشریف لائے۔ اور قصبہ کی وسعت وغیرہ کا معائنہ کیا۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے وفد کی ملاقات وائسرائے ہند سے

مسلمانانِ کشمیر پر مظالم کے خلاف احتجاج سیاسی قیدیوں کی رہائی اور حقوق کے منصفانہ تصفیہ کا مطالبہ

۵ اپریل دو بجے ہندوستان کے معزز ترین اصحاب کا ایک عظیم الشان وفد جسے آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے ترتیب دیا تھا جناب چودھری ظفر اللہ خان صاحب کی زیر قیادت وائسرائے ہند کی خدمت میں پیش ہوا۔ مطبوعہ ایڈریس کے علاوہ پورا ایک گھنٹہ مسلمانان کشمیر کی موجودہ مصائب اور ان کے حقوق کے منصفانہ تصفیہ کے متعلق چودھری صاحب موصوف نے وائسرائے سے زبانی گفتگو کی۔ جس میں وفد کے متعدد ارکان نے بھی حصہ لیا۔

ارکان

وفد حسب ذیل معززین پر مشتمل تھا (۱) سر اے ایچ غزنوی (۲) ڈاکٹر شفاعت احمد خان (۳) مولانا شفیع داؤدی (۴) خواجہ حسن نظامی (۵) نواب عبد الحفیظ۔ (۶) کیپٹن شیر محمد خان ڈومیل (۷) نواب ابراہیم علی خان آف کنجپورہ (۸) شاہ مسعود احمد (۹) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ (۱۰) خان بہادر رحیم بخش۔ (۱۱) سید محسن شاہ۔ (۱۲) شیخ فضل حق پراچہ (۱۳) سید حبیب (۱۵) مولانا عبدالرحیم درد ایم اے۔

عرضداشت کا خلاصہ

ذیل میں عرضداشت کے مطالب کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ مفصل ایڈریس انشاء اللہ تعالےٰ بعد میں شایع کیا جائے گا :

عرصہ دراز سے کشمیر کے نظم و نسق میں ۵ فیصدی غیر مسلم آبادی کو تسلط و اقتدار کا واحد اجارہ دیدیا گیا ہے۔ یہ حکمران طبقہ اپنے اس اجارہ کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے اس امر کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ مسلمانوں کی کثیر التعداد آبادی تعلیمی اور تجارتی ترقی کرکے ان کے لئے خطرہ کا باعث ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حکومت کشمیر کے پیش نظر کبھی یہ مقصد ہوا ہی نہیں۔ کہ مسلمانوں کی کثیر آبادی کی فلاح و بہبود کے لئے کسی قسم کی سرگرمی کا اظہار کرے :

مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کئے جائیں

اول تو مسلمانوں کو ملک کے نظم و نسق میں کوئی حیثیت حاصل نہ تھی پھر جابرانہ قوانین اور لاتعداد ظلم و ستم نے ان بے چاروں کو انسانیت کے ابتدائی حقوق تک سے محروم کر دیا تھا۔ آخر کار قدرتی طور پر رد عمل شروع ہوا اور مسلمانوں میں اپنے حقوق کے حصول کے لئے ایک بے پناہ تڑپ پیدا ہوئی۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کا مطالبہ حق و انصاف پر مبنی ہے۔ اور جب تک ان مطالبات کی تکمیل کی صورت نہ پیدا ہوگی۔ مسلمان کسی صورت میں مطمئن نہیں ہو سکتے۔ ہمیں پوری توقع ہے۔ کہ آپ اپنے پورے اثر کو استعمال میں لا کر مہاراجہ صاحب کشمیر کو اس امر کے لئے آمادہ کریں گے۔ کہ وہ مسلمانوں کے مطالبات کو تسلیم کرلیں کیونکہ سلطنت برطانیہ کے ارباب بست و کشاد کا ہمیشہ یہی دستور العمل رہا ہے۔ کہ رعایا کو حکومت کے نظم و نسق میں زیادہ سے زیادہ حصہ دیا جائے :

گلینسی کمیشن کی ہیئت ترکیبی

ہم نہایت افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ گلینسی کمیشن میں مسلمانوں کو آبادی کے تناسب کے اعتبار سے بہت کم نمائندگی دی گئی۔ اور جن اشخاص کو لیا گیا۔ ان کی حیثیت یہ ہے۔ کہ دستوری معاملات میں انہیں کسی قسم کا تجربہ حاصل نہیں۔ مسلمانوں کے حقیقی رہنما ریاست کی جیلوں میں قید ہیں۔ ہم آپ سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ آپ مہاراجہ صاحب کو اس امر کی ہدایت کریں۔ کہ گلینسی کمیشن میں مسلمانوں کی مؤثر نمائندگی کا انتظام کیا جائے۔ اور عام معافی کے ذریعہ تمام سیاسی قیدیوں کو جو تشدد کے مرتکب نہیں ہوئے۔ رہا کر دیا جائے۔ اور مسلمان ماخوذین جن کے خلاف مقدمات چل رہے ہیں۔ ان کے مقدمات کے تصفیہ اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کے لئے بیرون ریاست کے خاص مجسٹریٹ اور تحقیقاتی افسر مقرر کئے جائیں :

مسلمان مہاجرین

ہمیں اس امر کی بے شمار اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ گذشتہ شورش کو فرو کرنے کے لئے ریاست کے افسران نے مسلمانوں پر انسانیت سوز اور دردناک مظالم توڑے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ شورش ختم ہونے پر اب افسران مذکور انتقام لینے کی خاطر مسلمانوں کو جبر و استبداد کا تختہ مشق بنا رہے ہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ مسلمان خوفزدہ ہو کر کثیر تعداد میں جموں اور کشمیر سے برطانوی علاقہ میں پناہ گزین ہو رہے ہیں مظلوم مسلمانوں کے خوف و ہراس کو دور کرنے کے لئے فوری اور مؤثر کارروائی کی ضرورت ہے۔ اور متعلقہ علاقہ کے افسران کو فوراً تبدیل کیا جائے خصوصاً پونچھ کے سب جج اور تحصیلدار کے خلاف نہایت سنگین الزام عائد کئے گئے ہیں۔ ان کا تبادلہ کیا جائے۔ اور ان کے مظالم کی تحقیقات کرائی جائے۔ صوبہ کشمیر میں مسلمان گورنر مقرر کیا جائے۔ اور موسم گرما میں کشمیر میں کسی مسلمان کو ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اور کسی یورپین سول افسر کا تقرر عمل میں لایا جائے :

مسلمان وزراء کے تقرر کا مطالبہ

ریاست کے کابینۂ وزارت میں سردست کم از کم دو مسلمان وزیر مقرر کئے جائیں۔ جنہیں کلی طور پر مسلمانوں کا اعتماد حاصل ہو۔ اور جو مسلمان وزیر مقرر کیا گیا ہے۔ مسلمان اس کے تقرر کو بنظر استحسان نہیں دیکھتے۔ گذشتہ فسادات کے سلسلہ میں جن مسلمانوں کے خلاف مقدمات چل رہے ہیں۔ ان کی پیروی کرنے کے لئے بیرون ریاست سے وکلاء کو اجازت حاصل ہونی چاہیئے۔ اور ان پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں ہونی چاہیئے اور ریاست کی عدالتوں میں مقدمہ کی پیروی کے لئے ان سے ۲۰۰ روپیہ فی مقدمہ فیس نہیں لینی چاہیئے۔ ورنہ مظلوم کس طرح انصاف حاصل کر سکیں گے :

ریاست کے جیلخانے

ریاست کے جیلخانوں میں سیاسی قیدیوں کو طرح طرح کی اذیتیں پہونچائی جاتی ہیں۔ اور ان کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ نہایت معزز اشخاص اور ہر دلعزیز راہنماؤں کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ انہیں جیل کے حکام نہایت بے دردی سے زدوکوب کرتے ہیں سپیشل کلاس قیدیوں تک کی یہ حالت ہے۔ کہ انہیں اخبارات پڑھنے کو نہیں دیئے جاتے۔ رہائش اور خوراک کا انتظام ناقص ہے۔ اور صفائی کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا۔ ہم ہز ایکسی لنسی سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ سیاسی قیدیوں کے ساتھ اس قسم کے جابرانہ سلوک کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے۔ اور پبلک کے بعض معزز اشخاص کو ریاست کی جیلوں کے معائنہ اور ضروری سفارشات کے لئے مقرر کیا جائے :

ظفروال کے مولوی خیرالدین صاحب معہ رفقاء بری ہوگئے

ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ عرصہ دراز سے ظفروال ضلع گورداسپور کے سکھ وہاں کے گرد و نواح کے مسلمانوں کو اذان دینے سے بجبر روک رہے تھے۔ اور بعض اوقات انہیں سخت اذیتیں پہنچاتے تھے۔ اس کے خلاف ہر رنگ میں ذمہ دار افسروں اور حکومت کو توجہ دلائی گئی۔ لیکن اس کی تمام مساعی اس تشدد اور مذہب میں مداخلت کے انسداد میں ناکام رہیں۔ بلکہ سکھوں کے حوصلے اور زیادہ بڑھ گئے۔ حتیٰ کہ ایک شب شراب پی کر کچھ سکھ زبردستی مسجد کے اندر داخل ہوگئے۔ اور تین چار مسلمانوں پر جو عشاء کی نماز

پٹیالہ میں ایک انارکسٹ کے ہاتھ سے ایک احمدی سب انسپکٹر کا قتل

مرحوم کے خاندان سے جماعت احمدیہ کی ہمدردی کا اظہار

ہمیں محمد بشیر الدین صاحب احمدی پورینہ کے خط سے یہ معلوم کرکے نہایت ہی رنج اور افسوس ہوا۔ کہ ان کے بڑے بھائی جن کا نام مظہر حسین صاحب تھا۔ اور جو محکمہ ریلوے پولیس میں سب انسپکٹر تھے۔ ان کو ایک انارکسٹ نے گولیوں کا نشانہ بنا دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن :

اس واقعہ کی جو تفصیل اخبارات میں چھپی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جہاں ریلوے سٹیشن پر جبکہ وہ سیالدہ دہلی ایکسپریس میں ایک مشتبہ انارکسٹ کا تعاقب کر رہے تھے۔ انارکسٹ مذکور نے ریوالور سے فائر کرکے ہلاک کر دیا۔ یہ اطلاع ملنے پر کہ ایک مسافر کے پاس جو ایکسپریس میں سفر کر رہا ہے۔ بلا لائسنس ریوالور ہے۔ مظہر حسین صاحب ایک سٹیشن پیچھے ہی سے گاڑی میں سوار ہو گئے۔ جب گاڑی جہاجہا سٹیشن پر پہونچی۔ تو جگالی مخبر نے ان کو تیسرے درجہ میں ایک شخص دکھایا۔ انہوں نے اس سے دریافت کیا۔ کہ کیا اس کے پاس کوئی ریوالور ہے۔ اس کے اثبات میں جواب دینے پر اس سے لائسنس دکھانے کو کہا گیا۔ اس پر اس شخص نے جیب سے ریوالور نکال کر پانچ گولیاں چلائیں۔ اور سب انسپکٹر صاحب کو ہلاک کرکے مخبر کو بھی شدید زخمی کر دیا۔ اس کے بعد اس نے گولی چلا کر اپنے آپ کو ہلاک کر لیا۔ کیونکہ کمپارٹمنٹ میں بہت زیادہ بھیڑ تھی۔ اور فرار کا کوئی رستہ نہ تھا :

اگرچہ اس شخص کو پوری طرح شناخت نہیں کیا جا سکا۔ لیکن شبہ کیا جاتا ہے۔ کہ وہ علی پور میں پہلے پولیس میں ملازم تھا۔ اور بعد میں انارکسٹوں میں شامل ہو گیا۔ اس کے بازو پر کے نشان سے اس کا نام سنیل پرشاد خیال کیا گیا ہے۔ مظہر حسین صاحب کی لاش پٹنہ لائی گئی۔ اور ۴ اپریل کو مکمل فوجی اعزاز کے ساتھ دفن کی گئی۔ جنازہ پر تمام یوروپین اور ہندوستانی فوجی افسر موجود تھے :

مرحوم بہت نیک اور سعید الفطرت انسان تھے۔ ۴۵ سال کے قریب عمر تھی۔ احباب مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں۔ اور دعائے مغفرت کریں۔ ہمیں مرحوم کے خاندان سے اس دردناک حادثہ میں پوری پوری ہمدردی ہے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں صبر عطا فرمائے۔ اور مرحوم کے بچے کو جس کی عمر ۱۵ سال کے قریب ہے۔ دین دار اور دین و دنیا میں کامیاب بنائے :

۴۴ پڑھ رہے تھے۔ قاتلانہ حملہ کر دیا۔ اندھیرے میں دو سکھ بھی زخمی ہوئے جن میں سے ایک مر گیا سیشن جج گورداسپور ... [illegible] مولوی خیرالدین صاحب اور ان کے دو رفقاء کو سات سات [illegible] کی سزا دی۔ جس کے خلاف [illegible] ہائیکورٹ میں اپیل کی گئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

مظلومین کشمیر کی امداد کیلئے روپیہ کی اشد ضرورت

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو فوراً روپیہ بھیجا جائے

مسلمانانِ ہند کی تاریخ کا سنہرا باب

مسلمانانِ ریاست جموں وکشمیر نے اپنے حقوق اور اپنی آزادی کے حصول کے لئے جو شاندار قربانیاں کی ہیں۔ اور صوبہ پنجاب کے مسلمانوں نے خصوصاً اور دیگر صوبجات کے مسلمانوں نے عموماً آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی راہ نمائی میں ان کی مختلف طریق سے جس قدر امداد کی ہے۔ وہ مسلمانانِ ہند کی تاریخ کا ایک سنہرا باب شمار کئے جانے کے قابل ہے۔ اس پر آئندہ آنے والی نسلیں فخر کریں گی۔ اور شجاعت و استقلال اسلامی ہمدردی و ایثار کا اعلےٰ ترین کارنامہ سمجھیں گی۔

کامیابی کا وقت

خدا تعالےٰ کے فضل اور اس کی عنایت سے وہ وقت آئیگا۔ اور ضرور آئیگا جبکہ ریاست کشمیر کے لاکھوں مسلمان جبر و تشدد اور ظلم و جور کی کالی گھٹاؤں سے نکل آئیں گے۔ ان کی انسانیت کو کچلنے والوں کو اپنے ہاتھ روکنے پڑیں گے۔ اور ان پر ثابت ہو جائے گا۔ کہ خدا تعالےٰ کی اتنی بڑی مخلوق کو بدترین قسم کی غلامی میں رکھنا اور ان کے حقوق کو پامال کرنا ان کے بس کی بات نہیں اور انہیں مسلمانوں کے مطالبات پورے کرنے پڑینگے۔

کامیابی کے لئے مسلسل قربانی کی ضرورت

لیکن ظاہر ہے۔ کہ اس وقت کے آنے تک انتہائی جد و جہد کرنا اور اپنی کوششوں کو مسلسل جاری رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ہر قسم کی قابلیت اور ہر قسم کے سامان رکھنے والی کوئی قوم بھی اگر آزادی حاصل کرنا چاہے۔ اور اپنے حقوق کے حصول پر آمادہ ہو۔ تو اسے بھی بہت سی قربانیوں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ لیکن ایک ایسی قوم جو مدتوں کے جور و ستم سے مسلی اور کچلی جا چکی ہو۔ جو کمزوری اور ناتوانی میں اپنی مثال نہ رکھتی ہو۔ جو بے بسی اور بے کسی کی عبرتناک تصویر ہو۔ اس کے لئے تو بہت ہی زیادہ قربانیوں اور بہت ہی زیادہ جد و جہد کی ضرورت ہے۔ مسلمانانِ ریاست جموں وکشمیر کی حالت بھی چونکہ معاذ اللہ کر قوم کے شایاں ہے۔ اس لئے اس کے لئے اور اس کے ہمدردوں اور مددگاروں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ جو کچھ اس وقت تک کر چکے ہیں۔ اسے نہ دیکھیں۔ بلکہ یہ دیکھیں۔ کہ ابھی انہیں کامیابی کی منزل تک پہونچنے کے لئے کیا کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

مسلمانانِ کشمیر کی ثابت قدمی

یہ نہایت خوشی اور فخر کی بات ہے۔ کہ مسلمانانِ ریاست نے باوجود انتہا درجہ کی بے بسی اور بے کسی کے بے پناہ تشدد اور مظالم کے سیلاب کے مقابلہ میں نہایت ہی جوانمردی اور بے حد استقلال کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اور اس وقت تک کوئی چیز ان کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹا سکی۔ کونسی سختی ہے۔ جو ان پر نہیں کی گئی۔ اور کونسا جبر ہے۔ جو ان کے لئے روا نہیں رکھا گیا۔ ان کے نہتے اور پرامن ہجوم کو ایک بار نہیں۔ بلکہ بار بار اور ایک جگہ نہیں۔ بلکہ متعدد مقامات میں گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ کوڑوں اور بیتوں سے ان کی کھالیں اودھیڑی گئیں جیلخانوں میں انہیں بھر دیا گیا۔ اموال اور جائدادیں ان کی تباہ و برباد کر دی گئیں۔ لیکن جس مقصد کو لے کر وہ کھڑے ہوئے تھے۔ اس سے بال بھر بھی انہیں ہٹایا نہ جا سکا۔ اور وہ آج بھی جبکہ گزشتہ ایام کے فتنہ و فساد کے بعد ان کی مظلومیت حد سے بڑھ گئی ہے۔ بہت سے مقامات پر ان کی عورتوں کی عزت و عصمت برباد کی گئی ہے۔ اور وہ انتہائی بے چارگی میں اپنے گھر بار۔ اپنے مال مویشی اور اپنی پکی ہوئی فصلوں کو چھوڑ کر اپنی جان اور اپنے ناموس کی حفاظت کے لئے یا تو بے سروسامانی کی حالت میں جنگلوں میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ اور پہاڑوں کی غاروں میں چھپے بیٹھے ہیں۔ یا ہزاروں کی تعداد میں مرد۔ عورتیں۔ بچے۔ بوڑھے اور ناتوان۔ بیمار اور نادار ملحقہ انگریزی علاقہ میں آ گئے ہیں۔ اور اس طرح اپنی شاندار قربانیوں کا سلسلہ پہلے سے بڑھ کر جاری رکھے ہوئے ہیں۔

مسلمانانِ ہند کی سستی

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ انگریزی علاقہ کے مسلمان اپنے ان مظلوم اور ستم رسیدہ مگر اسلامی بہادری اور شجاعت سے سرشار بھائی بہنوں کی امداد میں ایسے سرگرم اور ایسے پُرجوش نظر نہیں آتے جیسا کہ انہیں ہونا چاہیئے تھا۔ اور جس کا تقاضا موجودہ دردناک اور روح فرسا حالات کر رہے ہیں۔

کشمیر کمیٹی کا حلقۂ عمل

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا حلقۂ عمل پہلے ہی بہت وسیع تھا۔ اور وہ ہر ممکن طریق سے مسلمانانِ ریاست کی امداد کرنے میں مصروف تھی جس کے لئے بے حد اخراجات کا بوجھ اس پر پڑا ہوا تھا۔ لیکن موجودہ حالات نے اسے بہت زیادہ زیر بار کر رکھا ہے۔ ایک طرف مسلمانوں کے مصائب و آلام کے ارتفاع کے لئے اور ان کے حقوق اور مطالبات کے لئے ہندوستان اور انگلستان میں آئینی جد و جہد کی جا رہی ہے نیز خود ریاست میں بھی ضروری کوشش اور سعی کی جا رہی ہے جس پر بہت زیادہ خرچ ہو رہا ہے۔ دوسری طرف سنگین مقدمات میں مبتلا مسلمانوں کی قانونی امداد کی جا رہی ہے۔ اس پر بھی کافی خرچ کیا جا رہا ہے۔ تیسری طرف گرفتاران بلا مسلمانوں کے لواحقین اور آزادی کی جد و جہد میں جان بحق ہونے والوں کی بیواؤں اور یتیموں کی امداد کا بوجھ اٹھا رکھا ہے۔ ان کے لئے کئی مقامات پر کھانے پینے۔ اور ان کی دوسری ضروریات پوری کرنے کے انتظامات کئے ہوئے ہیں۔ اور اب جو لوگ تازہ مظالم کی تاب نہ لا کر سرکاری علاقہ میں ہزاروں کی تعداد میں آ گئے ہیں۔ ان کی دستگیری بھی کی جا رہی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ان میں سے ایک ایک کام بہت بڑے اخراجات چاہتا ہے۔ اور چونکہ ان میں سے کسی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے جس طرح بھی ہو سکتا ہے۔ انہیں سرانجام دیا جا رہا ہے۔

کشمیر کمیٹی کی مشکلات

مگر فنڈ کی کمزوری اور امداد کی طرف سے مسلمانانِ علاقہ انگریزی کی سرد مہری کا جو نتیجہ نکل رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی پر قرض کا بار بڑھ رہا ہے۔ یہ صورت نہ صرف زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رکھی جا سکتی بلکہ اس وجہ سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی نتیجہ خیز اور امید افزا جد و جہد کو بھی سخت نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہر ایک مسلمان جو اپنے دل میں ریاست کے مظلوم مسلمانوں۔ ان کی تباہ حال بیواؤں۔ ان کے رونے اور چلانے والے یتیموں کے ساتھ کچھ بھی ہمدردی رکھتا ہے۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مالی امداد کی طرف متوجہ ہو اور جو کچھ بھی دے سکتا ہے۔ نہ صرف خود دے۔ بلکہ دوسرے بھائیوں سے بھی وصول کر کے جلد سے جلد ارسال کر دے۔ اس وقت حالات اس درجہ نزاکت اختیار کر چکے ہیں۔ اور امداد کی اس قدر شدید ضرورت درپیش ہے۔ کہ قلیل سے قلیل رقم بھی بہت کچھ کام کر سکتی ہے۔ اور دینے والوں کے لئے بہت بڑے ثواب اور اجر کا موجب بن سکتی ہے۔

پنجاب اور صوبہ سرحد کے مسلمان

خدا تعالیٰ نے [illegible] فضل سے صرف صوبہ پنجاب اور صوبہ سرحد میں ہی مسلمانوں کی اتنی بڑی آبادی ہے۔ کہ اگر ہر گاؤں ہر قصبہ اور ہر شہر کے مسلمان تھوڑی تھوڑی رقم بھی فراہم کر کے ہر ماہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو بھیجتے رہیں۔ تو اس کی مجموعی تعداد بہت کافی ہو سکتی ہے۔ اور اس وقت جو مشکلات درپیش ہیں۔ نہ صرف وہ دور ہو سکتی ہیں۔ بلکہ جدوجہد کی رفتار بہت تیز کی جا سکتی ہے۔ اور کامیابی بہت قریب آ سکتی ہے۔ پس ضرورت یہ ہے۔ کہ ہر جگہ کے دردمند اصحاب اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور دوسرے مسلمانوں کو مسلمانان کشمیر کی حالتِ زار سے آگاہ کر کے ان کی مالی امداد کی ضرورت اور اہمیت سے آگاہ کریں۔ اگر ہر مقام پر ایسے لوگ کھڑے ہو جائیں اور وہ عزم کر لیں۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کی امداد کے لئے ہر مسلمان سے کچھ نہ کچھ ضرور وصول کرنا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ خالی ہاتھ رہیں۔ اور ایسے اصحاب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے فنڈ کو مضبوط نہ بنا سکیں۔

مسلمانانِ ریاست کی نظر بھی کشمیر کمیٹی کی طرف

گذشتہ چند ماہ کے حالات سے مسلمانوں پر یہ اچھی طرح واضح ہو چکا ہے۔ کہ مظلومینِ ریاست کی ہر طرح کی امداد کا کام صرف آل انڈیا کشمیر کمیٹی ہی سرانجام دے رہی ہے۔ اس کے لئے ریاست کے نہایت ذمہ دار اور اپنے اپنے علاقہ کے مسلمانوں کے معتمد اصحاب کے بیانات شائع ہو چکے ہیں۔ اب بھی ریاست کے ستم رسیدہ مسلمانوں کی نظریں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف ہی اٹھ رہی ہیں۔ اور ہر علاقہ کے مظلومین اپنی حالتِ زار پیش کر کے امداد کے خواہاں ہیں۔ اور کثرت سے درخواستیں بھیج رہے ہیں۔ وہ فی الواقعہ اس بات کے محتاج ہیں۔ کہ ان کی امداد کی جائے۔ لیکن مشکل یہی ہے۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی ماہوار آمد خرچ کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ اور جب تک پوری کوشش کے ساتھ مسلمان اس کے فنڈ کو مضبوط نہ بنا دیں۔ اور اخراجات کے روز بروز بڑھنے کے ساتھ ہی اپنی امداد کو بھی نہ بڑھاتے جائیں۔ اس وقت تک کشمیر کمیٹی کیا کر سکتی ہے۔

مالی امداد دینا تمام مسلمانوں کا فرض ہے

کشمیر کمیٹی کے تمام ممبر اپنے صدر کی راہ نمائی میں کامیابی کی تدابیر سوچ سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ وقت دے سکتے ہیں۔ دن رات مشغول رہ سکتے ہیں۔ قربانی اور ایثار سے کام کرنے والے قابل سے قابل اصحاب کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں۔ اور کامیابی کے لئے ہر ممکن سے ممکن آئینی طریق نہایت جرأت اور دلیری کے ساتھ اختیار کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ ناممکن اور قطعاً ناممکن ہے۔ کہ بہت بڑے اخراجات جو درپیش ہیں۔ خود ادا کر سکیں۔ کئی لاکھ انسانوں کے مصائب اور آلام میں ان کی مالی۔ آئینی۔ قانونی امداد کرنا اور ان کو غلامی سے آزاد کرانے کی جدوجہد پر خرچ کرنا چند افراد کا کام نہیں۔ بلکہ ساری کی ساری قوم کا فرض ہے۔ پس تمام مسلمانوں کو خواہ وہ کسی علاقہ اور کسی صوبہ کے ہوں۔ فوراً متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو اخراجات کے بارے میں پوری طرح مطمئن کر دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ اپنی جدوجہد زیادہ وسیع اور زیادہ پُراثر طریق پر جاری رکھ سکے۔

ہندو کس قدر روپیہ صرف کر رہے ہیں

اس موقعہ پر یہ ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ریاست کے ہندوؤں کی اول تو تعداد ہی مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت تھوڑی ہے۔ دوسرے فرقہ وارانہ فسادات میں مسلمانوں کی نسبت انہیں بہت کم نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ مسلمانوں کا جس قدر مالی اور جانی نقصان ہو چکا ہے۔ اور ابھی تک اس کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کے سامنے ہندوؤں کے نقصان کی کچھ حقیقت ہی نہیں۔ لیکن باوجود اس کے یہاں مہاراجہ صاحب بہادر اور مہارانی صاحبہ نے اپنی جیب خاص سے کئی ہزار کی رقم بطور امداد دی ہے۔ اور مہارانی صاحبہ نے امداد کے لئے روپیہ جمع کرنے والی کمیٹی کی صدر بننا منظور کیا۔ وہاں اس وقت تک صرف پنجاب کے ہندو کئی ہزار روپیہ جمع کر کے ریاست کے طول و عرض میں پھیل چکے ہیں۔ جو نہ صرف ریاستی ہندوؤں کی مالی امداد کر رہے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی تباہی و بربادی میں اضافہ کرنے کا موجب بھی ہو رہے ہیں۔ اس قسم کی صرف ایک امدادی کمیٹی کو مارچ کے آخر تک تیرہ ہزار سات سو تیس روپے گیارہ آنے تین پائی وصول ہوئے ہیں۔ اور ایسی کئی ایک کمیٹیاں قائم ہیں۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ہندو کس سرگرمی سے ریاست میں روپیہ کا سیلاب بہا رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کی بربادی کے سامان کر رہے ہیں۔ کیا ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کا فرض نہیں ہے۔ کہ اپنے مظلوم اور بے کس بھائیوں۔ اپنی دربدر مارے مارے پھرنے والی بہنوں۔ یتیم اور لاوارث بچوں کی پرورش کا انتظام کریں۔ اگر فرض ہے۔ تو بہت جلد سے ادا کرنا چاہیئے۔ اور اس میں قطعاً کسی قسم کا توقف نہیں ہونا چاہیئے۔

مسلمانانِ پونچھ کے مطالبات جلد پورے کئے جائیں

اس اخبار میں مسلمانانِ پونچھ کی داستانِ مظلومیت کے عنوان سے ایک طویل مضمون شائع ہو رہا ہے۔ اگرچہ اخباری مصالح کے لحاظ سے اتنا لمبا مضمون ایک پرچہ میں درج ہونا موزوں نہ تھا لیکن مسلمانانِ پونچھ کی حالتِ زار کا تقاضا یہی تھا۔ کہ ان کی داستانِ مظلومیت یکجائی طور پر پیش کی جائے۔ داستان کا ہر ایک پہلو نہایت دردناک ہے۔ اور اس کے لفظ لفظ سے مسلمانوں کی بے کسی و بے بسی۔ ذلت و ادبار بالکل نمایاں ہے۔ موجودہ زمانہ میں دنیا کے تختہ پر اس سے زیادہ شاید ہی کوئی اور قوم مقہور و مغضوب ہو۔ لیکن اس داستانِ مصیبت سے جہاں مسلمانانِ پونچھ کی غربت اور مسکنت، مظلومیت اور ہلاکت کا ثبوت ملتا ہے۔ وہاں یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ اب ان میں اپنی اس حالت کو بدلنے اور انسانی حقوق حاصل کرنے کا احساس پیدا ہو چکا ہے۔ ایسی حالت میں ریاست پونچھ اور اس کی نگران طاقتوں کا فرض ہے۔ کہ مسلمانوں کے مطالبات کی طرف فوری توجہ کریں۔ اور انہیں پورا کر کے بے اطمینانی اور اضطراب کی بڑھتی ہوئی رَو کو روک دیں۔ اس کے مقابلہ میں جبر و تشدد سے کام لینا نہ صرف بے سود ہو گا۔ بلکہ حالات کو بہت زیادہ نازک اور پُرخطر بنا دے گا۔

بارہمولا میں آگ لگانے والے ہندو مجرم کو سزا

ناکردہ گناہ مسلمانانِ کشمیر کو جس طرح مبتلائے آلام و مصائب کیا گیا۔ اس کا کس قدر اندازہ [illegible]

پچھلے دنوں جب بارہمولا (کشمیر) میں آتش زدگی کا ایک حادثہ ہوا۔ تو حسب معمول اس کا الزام مسلمانوں پر لگا دیا گیا۔ اور ہندو اخبارات نے پورے پورے صفحہ کے جلی عنوانوں کے ماتحت مسلمانوں کے خلاف خوفناک الزامات کی اشاعت کی۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد معلوم ہو گیا۔ کہ اس الزام سے مسلمانوں کا دامن اس قدر صاف اور بے داغ ہے کہ باوجود ریاستی حکام کی متعصبانہ ذہنیت کے ہر طرح کوشش کے وہ مسلمانوں پر ہاتھ نہ ڈال سکے۔ بلکہ ایک بہت بڑے بیوپاری ہندو کو ہی گرفتار کیا۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ ملزم مجرم ثابت ہو چکا۔ اور وزیر وزارت بارہمولا نے اسے چار سال قید اور پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے۔

یہ اس جرم کی سزا ہے۔ جس کے نتیجہ میں بہت سے مسلمان بھی خانماں برباد ہو گئے۔ اور جس کے متعلق خود ہندو اخبارات نے لکھا تھا۔ کہ قریباً آدھا شہر جل کر راکھ سیاہ ہو چکا ہے۔ اتنے بڑے جرم کے مقابلہ میں چار سال قید بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ لیکن پچاس روپیہ جرمانہ تو سراسر ستم ظریفی ہے۔ (بالفاظ "ملاپ" ۲۵ مارچ) "لالہ صاحب بارہمولا کے ایک معزز بیوپاری ہیں"۔ لیکن باوجود اس کے دوسروں کا ہزارہا روپیہ برباد کر دینے پر صرف پچاس روپیہ اسے ادا کرنے پڑے ہیں۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا کہ اسے نہ صرف طویل المیعاد قید کی سزا دی جاتی بلکہ اس کی تمام جائداد ضبط کر کے نقصان رسیدہ لوگوں میں تقسیم کر دی جاتی۔ کیونکہ اس کا صرف یہی جرم نہیں۔ کہ اس نے جان بوجھ کر آگ لگائی۔ اور ہزارہا روپیہ کا نقصان کر کے بیسیوں انسانوں کو نانِ شبینہ تک کا محتاج بنا دیا۔ بلکہ ان حالات میں جبکہ ملک کی فضا مکدر ہو رہی تھی۔ فرقہ وارانہ مناقشات زوروں پر تھے۔ ایسی حرکت کی جس کے نتیجہ میں بہت بڑی تباہی و بربادی پھیل سکتی تھی۔ پس یہ کوئی معمولی جرم نہیں۔ بلکہ سیاسی لحاظ سے بھی بہت بڑا جرم ہے جس کی زیادہ سے زیادہ سزا دینی چاہیئے تھی۔

پونے چار لاکھ مسلمانان پونچھ (کشمیر) کی داستانِ مظلومیت

حالاتِ گزشتہ۔ موجودہ نظم و نسق اور آئندہ کے متعلق بہترین تجاویز

ابتدائی تاریخ

خطہ پونچھ ایک نہایت سرسبز و شاداب پہاڑی علاقہ ہے۔ جو سلسلہ پیر پنجال کے دامن میں کشمیر کے عین جنوب کی طرف واقعہ ہے۔ اس کا رقبہ ۱۶۰۰ مربع میل ہے اور تازہ مردم شماری کی رو سے مجموعی آبادی ۳۸۷۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ جن میں قریباً ۹۶ فیصدی مسلمان تین فی صدی ہندو اور ایک فی صدی سکھ ہیں۔ ابتدائی تاریخ بتلاتی ہے کہ علاقہ مذکور پر آج تک مختلف حکومتوں کا دَور دورہ رہا ہے۔ سب سے اول ہندو حکمران حکومت کرتے رہے۔ پھر مسلمانوں نے اس علاقہ کو فتح کر کے قریباً ۵۰۰ سال تک متواتر حکومت کی۔ اور بالآخر اٹھارھویں صدی میں مرکزی حکومت کی بجائے ملایال۔ دول۔ سدھن۔ ساگو۔ ٹھکیال۔ ڈوہال۔ فیروزال۔ ڈھونڈھ اور راٹھور وغیرہ اقوام نے اپنے اپنے علاقہ کے اندر قوم کے سرکردہ رئیسوں کے ماتحت چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کر لیں۔ جن کو یہاں کی اصطلاح میں آپ راجی کے نام سے اب تک موسوم کیا جاتا ہے۔ انیسویں صدی کے شروع میں یعنی ۱۸۱۳ء مطابق ۱۸۷۰ بکرمی سکھوں نے جب بھمبر کے راجہ سلطان خان اور راجوری کے راجگان عزیز خان اور اعز خان کو گرفتار کر کے مفتوح علاقہ پر دیوان دلباغ رائے کو حاکم مقرر کیا۔ تو سکھ فوج کے نامور سپاہ سالار راجہ دھیان سنگھ (مورث اعلیٰ فرمانروایان پونچھ) نے شمس خان سدھن آف پونچھ کو اس کا مشیر مقرر کیا۔ (ہسٹری آف مہاراجہ گلاب سنگھ مصنفہ پنڈت سالگرام کول مطبوعہ سنہ ۱۹۰۰ء صفحہ ۲۳) یہی تقرری بعد میں پونچھ پر سکھوں کے حملے کا باعث بنی۔ کیونکہ مہاراجہ گلاب سنگھ جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج کے سپہ سالار اعظم تھے شمس خان کی تقرری کے مخالف تھے چنانچہ جب شمس خان کو اس مخالفت کا علم ہوا۔ تو وہ اپنی جان بچانے کے لئے بغیر حصول اجازت اپنے علاقہ پونچھ میں واپس چلا آیا۔ اس کی بلا اجازت غیر حاضری پر شبہ پیدا ہوا۔ کہ وہ باغی ہو کر چلا گیا ہے۔ اس واسطے مہاراجہ گلاب سنگھ صاحب نے پونچھ پر چڑھائی کرنے کے لئے صاحبزادہ میاں ادھم سنگھ کو بغرض تیاری و ترتیب فوج کوٹلی روانہ کیا۔ اور پھر ساتھ ہی میاں لعل سنگھ اور زور آور سنگھ سپہ سالار یا کو بھی ان کی امداد کے لئے بھیج دیا۔ جنہوں نے تیاری کے بعد دریائے جہلم کو عبور کر کے قلعہ منگ پر بغیر کسی مدافعت کے قبضہ کر لیا

اس غیر متوقع یلغار کی خبر سن کر شمس خان نے ایک مکتوب مہاراجہ گلاب سنگھ کو بدیں مضمون روانہ کیا کہ میں مطلق باغی نہیں ہوں۔ بلکہ وفادار ہوں۔ بلا وجہ فوج کشی مناسب نہیں۔ مگر یہ عرضداشت قبول نہ ہوئی۔ اور مہاراجہ صاحب گلاب سنگھ خود اور جمعیت ہمراہ لیکر اپنے صاحبزادہ کے لشکر کے ساتھ آملے۔ مگر شمس خان گرفتار نہ ہو سکا۔ اور اس کے نامور ہمراہیوں میں سے سبز علی خان اور ملی خان سدھن زندہ گرفتار کئے گئے۔ جنکو نمائش گاہ عام میں درختوں کے ساتھ لٹکا کر زندہ جسم پر سے کھال اتار کر مار ڈالا اور پھر ان کی کھالوں میں بھوسہ بھروا کر درس عبرت دیا گیا۔ (بیوگرافی مہاراجہ گلاب سنگھ صفحہ ۲۷) اس کے بعد پھر شمس خان کی تلاش شروع ہوئی۔ اور بالآخر پتہ چلا۔ کہ شمس خان مذکور کو راجہ شہریار خان والد راجہ سرانداز خان آف سدھنوتی نے پناہ دی ہوئی ہے۔ اس خبر کے پہنچتے ہی مہاراجہ گلاب سنگھ نے راجہ شہریار خان کو ایک مکتوب لکھا۔ کہ بہت جلد شمس خان کو حوالے کیا جائے۔ ورنہ فوج کشی کی جائیگی۔ اس خط کے پہنچتے ہی راجہ مذکور نے شمس خان اور اس کے بھتیجے راجولی خان کا سر کاٹ کر اور نیزوں پر چڑھا کر مہاراجہ گلاب سنگھ کے پاس بھیج دیئے۔ (بیوگرافی مہاراجہ گلاب سنگھ صفحہ ۲۷) اس کے بعد عرصہ تک علاقہ ہذا سکھوں کے زیر نگین رہا۔ گو انہوں نے قلعے وغیرہ مختلف جگہوں پر تعمیر کر کے فوج بغرض نظم و نسق رکھی۔ مگر پورا تسلط نہ جما سکے۔ یہاں تک کہ راجہ موتی سنگھ آنجہانی نے علاقہ ہذا پر باقاعدہ اپنا تسلط جمایا۔ اور تب سے لیکر آج تک انہی کا خاندان یہاں حکمران ہے۔

موجودہ حکمران خاندان

راجہ موتی سنگھ صاحب بہت نیک۔ فقیر دوست اور سادہ مزاج حکمران گزرے ہیں۔ مگر نہ معلوم کن وجوہات کی بنا پر ان کے ابتدائی دَورِ حکومت میں یہاں کی رعایا کو گوناگوں تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ علاوہ اور مصائب کے

عجیب و غریب ٹیکس

رعیت پر لگائے گئے جن میں سے اکثر ابھی مالیہ کی رقم میں مدغم کئے گئے جنکی تفصیل دراسیس منٹ رپورٹ آف تحصیل باغ مرتبہ ریڈیڈنس صفحہ ۱۳ میں یوں درج ہے مثلاً سری کھاگری ٹیکس بحساب ۴ فیصدی بر رقم مالیہ سنہ ۱۹۰۹ء بکرمی میں مالیہ ہو کر سنہ ۱۹۱۱ء بکرمی شامل کیا گیا۔ (۲) نذر ساتھہ جو بطور نذرانہ دسہرہ کے تیوہار پر بحساب ۱۰ فیصدی بر رقم مالیہ وصول کیا جاتا تھا (۳) دیوالی ٹیکس جو دیوالی کے موقعہ پر ۴ فیصدی بر رقم مالیہ وصول کیا جاتا تھا۔ (۴) زرگر ٹیکس بحساب ۴ فیصدی بر رقم مالیہ راجہ صاحب کے جواہرات کے واسطے وصول کیا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں نذر سرکار ۱۱۵/-، نذر افسر ۲۱/-، نذر تحصیلدار ۱۶/-، نذر کاردار ۳۶/-، نذر وزیر ۲۶/۸، نذر کوتوال، نذر وزیر، نذر برقاعدہ شکر یہ تمام ٹیکس سنہ ۱۹۱۱ء بکرمی میں شامل مالیہ کئے گئے۔ سنہ ۱۹۲۷ء بکرمی میں ۱۲ فیصدی بر رقم مالیہ بطور معافی بیگار رہبرام گالا لگایا گیا۔ جو سنہ ۱۹۲۶ء بکرمی میں شامل مالیہ کیا گیا۔ سنہ ۱۹۲۷ء بکرمی میں بحساب ۲ فیصدی بر رقم مالیہ رسوم جنگلات کے نام سے ایک ٹیکس لگایا گیا۔ جو سنہ ۱۹۳۶ء بکرمی میں ہٹایا گیا۔ ترنی اور سنج وغیرہ کے ٹیکس جو اب تک رائج ہیں۔ یہ بھی اس عہد کی یادگار ہیں۔ بیگار اور چاہڑ کی رسم بھی اس وقت کی ایجاد ہے۔ ٹیکس خانہ شماری ایک آنہ چھ پائی بر رقم مالیہ وصول کیا جاتا تھا۔ نکاح اور طلاق پر بھی ٹیکس عائد تھے۔

ملکی انتظام

پرانے طرز پر کلیتہً فوج کے ماتحت تھا۔ فوج کی مالیہ کی وصولی پر شاہی حساب سے تنخواہیں ادا کی جاتی تھیں۔ مالیہ نہایت سخت گیری سے وصول کیا جاتا تھا۔ اگر خدانخواستہ کوئی زمیندار بوجہ تنگی معاش مالیہ ادا کرنے میں تساہل کرتا۔ تو اس کے سر پر ایک جلتی گول ٹھیکری رکھ کر اس پر بیس پچیس سیر وزنی پتھر رکھدیا جاتا۔ اور تب تک رہائی نہ ملتی جب تک اس کے وارث مال مویشی یا دیگر اشیاء خوردنی فروخت کر کے مالیہ ادا نہ کرتے۔ ان ہی سختیوں کی وجہ سے زمیندار اس وقت زمینیں چھوڑ چھوڑ کر بھاگ جاتے۔ راجہ موتی سنگھ آنجہانی کے آخری دور حکومت میں ان کے لائق وزیر میاں نظام الدین صاحب مرحوم نے جنہوں نے بڑی نمک حلالی کے ساتھ وزارت کے عہدہ جلیلہ کے فرائض انجام دیتے ہوئے علاقہ ہذا میں ڈوگرہ حکومت کی بنیادیں مستحکم کیں۔ راجی اور رعایا کے تعلقات خوشگوار بنائے۔ پرانے طور پر اراضیات کی پیمائش کرا کر مستقل مالگزاری کے ذریعہ خزانہ کی آمدنی کو بڑھایا چند مفسدہ پرداز لوگوں کے ایماء پر راجہ بلدیو سنگھ آنجہانی نے جو اس وقت ولیعہد سلطنت تھے۔ ان کو قید کر دیا۔ مگر جلدی اصلیت کا پتہ چل گیا۔ سازش منکشف ہو گئی۔ اور راجہ موتی سنگھ آنجہانی نے ان کو باعزت بری کر کے دوبارہ وزارت کے عہدہ پر متمکن کیا۔ مگر یہ حادثہ جانکاہ انکی صحت جسمانی کے واسطے سخت مضر ثابت ہوا۔ اور صاحب موصوف اپنے وطن مالوف ریاسی میں جا کر بہت جلد اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ اور راجہ موتی سنگھ آنجہانی کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے

راجہ بلدیو سنگھ

مسند حکومت پر جلوہ گر ہوئے آپ بڑے مدبر اور سیاست دان تھے آپ نے اپنے ابتدائی عہد حکومت میں یعنی ۱۹۵۶ سنہ بکرمی میں حکومت ہند سے لائق انگریز افسروں کو مستعار لیکر ان کا تقرر بطور مہتمم بندوبست کر کے علاقہ ہذا کی جدید طرز پر پیمائش کرائی۔ ان انگریز افسروں نے نہ صرف اپنی نگرانی میں پیمائش کا کام ہی پایہ تکمیل کو پہنچایا۔ بلکہ رعایا کے تمام مصائب اور تکالیف چیخ و پکار سے متاثر ہو کر سری راجہ بلدیو سنگھ صاحب آنجہانی کے مشورہ و رضامندی سے علاقہ ہذا کے تعلقات کو حکومت ہند سے وابستہ کرتے ہوئے علاقہ پونچھ کو ریاست پونچھ کا لقب ملقب کرایا۔ اور نگرانی کے لئے ریذیڈنٹ کا تقرر منظور ہوا چنانچہ سب سے آخری مہتمم بندوبست کپتن آر۔ ای۔ بلکن پہلے

سپیشل اسسٹنٹ ریذیڈنٹ پونچھ

مقرر ہوئے جن کی نسبت مشہور ہے۔ کہ انہوں نے سب علاقہ میں بندوبست ختم کرا کر اپنی آخری رپورٹ مرتب فرماتے ہوئے سابقہ متعلق ٹیکسوں پر روشنی ڈالی۔ اور اپنی آخری رائے کا ان الفاظ میں اظہار کیا۔ کہ چونکہ بندوبست ہذا میں بیشمار ٹیکس رقم مالگزاری میں مدغم کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے اراضیات پر برٹش انڈیا کی نسبت قریباً چار چند مالیہ کی زیادتی کا بوجھ پڑ گیا ہے اس واسطے آئندہ دوسرے بندوبست میں مالیہ میں اضافہ نہ کیا جائے۔ اس کام سے فارغ ہو کر انہوں نے آئینی حکومت کا آغاز کیا۔ سب محکمہ جات کو الگ الگ نئے طرز کی صورت میں ترتیب دیکر بمشورہ راجہ بلدیو سنگھ صاحب بلحاظ تناسب آبادی ہر ایک محکمہ کی ہیڈ افسری یوں تفویض کی۔ کہ جس سے ہندو مسلمان رعایا کی خاطر خواہ دلجوئی اور حق رسی ہو گئی۔ یعنی وزیر مسلمان چیف جج ہندو۔ سب جج ایک مسلمان ایک ہندو گورنر مسلمان سپرنٹنڈنٹ پولیس مسلمان سپرنٹنڈنٹ کسٹم مسلمان ڈاکٹر ہندو انجینئر انگریز کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ چونکہ اس وقت یہاں تعلیم کا فقدان تھا اس واسطے قابل افسروں کو براہ راست حکومت ہند سے مستعار لیا جاتا رہا۔ چنانچہ سب سے اول حکومت ہند سے

خان بہادر شیخ رحیم بخش صاحب ایم۔ اے

بطور وزیر تشریف لائے۔ جنہوں نے آتے ہی محکمہ وزارت کی اصلاح کی بیگار سے پیشوایان مذہب اور رئیس و سفید پوش لوگوں کو مستثنیٰ قرار دیا۔ ہندو مسلم اوقاف اور قوموں کے حقوق کی نگہداشت کے قانون مرتب کئے۔ ان کے عہد میں وائسرائے ہند بھی پونچھ تشریف لائے۔ شیخ صاحب کی ساعی جمیلہ سے وائسرائے بہادر کی آمد پر ریاست پونچھ اور حکومت ہند کے تعلقات اور بھی گہرے ہو گئے آپ ابھی تک جالندھر میں زندہ موجود ہیں۔ جن سے اسلامیان پونچھ کو ابھی صدہا امیدیں وابستہ ہیں۔ ان کے علاوہ حسب ضرورت وقتاً فوقتاً بعض نے براہ راست خود اور بعض نے بطور لنٹ افسر علاقہ پونچھ میں خدمات انجام دی ہیں۔

فتنہ پردازوں کی شرارتیں

ان افسروں کے تقرر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سر راجہ بلدیو سنگھ صاحب بہادر ریاست کی بہبود اور اصول جہانبانی کے ماہر تھے جنہوں نے بمشورہ ریذیڈنسی صرف اپنی کثیر التعداد مسلم رعایا کی دلجوئی کے لئے برطانوی ہند سے عموماً مسلمان افسروں کو یہاں کے نظم و نسق کیلئے منگوایا۔ اور جو بعض ہندو صاحبان بھی تشریف لائے۔ ان میں سوائے ایک آدھ کے باقی سب کے سب۔ نہایت شریف غیر متعصب اور روشن خیال تھے۔ مگر افسوس بدقسمتی سے اندر ہی اندر یہاں ایک ایسی پارٹی بھی مشغول کار تھی۔ جو اس آئینی حکومت میں من مانی کارروائیاں عمل میں نہ لا کر اپنے دل کے ارمان پورے نہ کر سکتی تھی۔ اس پارٹی کو ان مسلم افسروں کی تقرریاں بھلا کب بھاتی تھیں۔ یہ لوگ شب و روز کسی فکر میں رہتے تھے۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ ہندو مسلم فساد کرا کر دل کی بھڑاس نکالیں چنانچہ اسی پارٹی کی کوشش سے پنڈت جنارادھن جوشی کی وزارت کے زمانہ میں

قرآن مجید کی بے حرمتی

جیل پونچھ کے اندر کی گئی۔ اس وقت مسٹر میکنزی یہاں کے ریذیڈنٹ تھے۔ جنہوں نے بشمول راجہ بلدیو سنگھ صاحب فتنہ پرداز پارٹی کا سراغ نکال لیا۔ اور اس کے مندرجہ ذیل ممبران ڈاکٹر بھاری لال چودہری رام سرن جج دہری عطر سنگھ اور دیوان بدری ناتھ جیلر کو فساد کا بانی قرار دیکر خارج از ریاست کیا گیا۔ علاوہ ازیں خواجہ حبیب جو صاحب کو بھی ریاست بدر کیا گیا۔ چونکہ مسلمانوں کے دلوں پر پہلے ہی قرآن مجید کی بے حرمتی سے ضرب کاری لگ چکی تھی۔ خواجہ صاحب موصوف کی بلا وجہ جلاوطنی سے مزید چرکہ لگا۔ اور بطور اظہار ناراضگی مسلمانوں نے ترک وطن کر کے

ہجرت

کرنی شروع کر دی۔ اور چند دنوں کے اندر قریباً دو ہزار مہاجرین کشمیر چلے گئے۔ لہذا اندیشہ تھا کہ فساد زیادہ نہ بڑھ جائے مگر اصلیت جلدی معلوم ہو گئی۔ لہذا سر راجہ بلدیو سنگھ صاحب نے خواجہ صاحب موصوف اور دیگر تمام مہاجرین کو واپس پونچھ بلا کر اپنی دور اندیشی کا ثبوت پیش کیا۔ اس آئینی بندوبست کے ضمن میں ایک بات خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ کہ

سردار بہادر علی خان آف کھڑک

نے جبکہ زمینداران پونچھ کو حقوق ملکیت اراضی سے محروم کر دیا گیا۔ چارہ جوئی کی جب یہاں کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ تو حکومت ہند کے ہاں دعویٰ دائر کر دیا۔ اور قسم کھائی۔ کہ جب تک اہلیان پونچھ کو حقوق ملکیت نہ دلاؤں گا پونچھ میں زندہ واپس نہیں جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور بدقسمتی سے زمیندار طبقہ کا ایسا ہمدرد انسان بحالت غربت جبکہ وہ ابھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا تھا۔ راہی ملک بقا ہو گیا۔ موجودہ وقت میں جو یہاں حقوق اسامی حاصل ہیں۔ یہ بھی سردار صاحب مرحوم کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا نتیجہ ہیں۔ کیونکہ پہلے پہل تو صرف حقوق کاشتکاری دینے پر ہی اکتفا کیا گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اہلیان پونچھ کبھی بھی

بہادران قوم سدھن

کے احسانات سے سبکدوش نہیں ہو سکتے جنہوں نے تحفظ ملک و قوم اور حصول حقوق کی خاطر اپنے زندہ جسموں سے کھالیں اتروائیں۔ سر کٹائے۔ جلاوطن ہوئے۔ اسی قوم نے پونچھ جیسے معدوم ملک کو منصۂ شہود پر لا کر کھڑا کیا۔ یہی وہ قوم ہے جس نے دوران جنگ عظیم میں قریباً بارہ ہزار نفوس پیش کر کے اپنی سپاہیانہ سپرٹ کا زندہ ثبوت دیا۔ جس کی وجہ سے حکومت ہند نے راجہ بلدیو سنگھ آنجہانی اور علاقہ پونچھ کی جنگی خدمات کا پر زور الفاظ میں اعتراف کیا۔ اور خطابات دیئے۔

پونچھ کشمیر کی نگرانی

غرضیکہ جس طرح راجہ بلدیو سنگھ صاحب آنجہانی بشمول ریذیڈنسی اندرون ملک میں بلحاظ تناسب آبادی اعلیٰ و ادنیٰ عہدوں پر مسلمانوں کو فائز کر کے نظم و نسق میں چار چاند لگا رہے تھے۔ اسی طرح یہاں کی مسلم پبلک کے سپوت برطانوی ہند میں سول اور ملٹری کی ملازمتوں میں داخل ہو کر خان بہادر اسسٹنٹ کمانڈنگ۔ لفٹننٹ۔ صوبیدار میجر۔ صوبیدار جمعدار۔ ایڈووکیٹ۔ سول سرجن ڈپٹی اسسٹنٹ۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ سٹیشن ماسٹر وغیرہ ممتاز عہدے حاصل کر کے راعی اور ریاست کی شان کو دوبالا کر رہے تھے۔ مگر بدقسمتی نے پیچھا نہ چھوڑا۔ اور بعض متعصب ذہنی دلوں نے جو سوامی دیانند کی اس تعلیم کے شیدائی تھے۔ کہ ہندو ریاستوں میں راج منتری مسلمان نہ ہونا چاہیئے۔ (سوانح عمری کلاں مرتبہ پنڈت لیکھرام صفحہ ۵۰۴) راجہ انہیں کو وزیر اور اہلکار بنائے جو چاروں ویدوں کے عالم ہوں یعنی جو وید کے پیرو نہ ہوں۔ انہیں نکال دے۔ (سوانح عمری مرتبہ لالہ لاجپت رائے صفحہ ۲۳۱) کب گوارا کر سکتے تھے۔ کہ یہاں اس قدر مسلمان افسروں اور اہلکاروں کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ ریذیڈنسی کی موجودگی میں مسلمانوں کی اندرونی اور بیرونی طاقت میں جو روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اس کو حسد اور بغض کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔ چنانچہ راجہ بلدیو سنگھ آنجہانی کی وفات کے بعد جب ان کے فرزند اکبر

راجہ سکھدیو سنگھ صاحب

۱۰ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء کو مسند نشین ہوئے۔ تو اس وقت کانگرس اور پنجاب اکالی تحریک زوروں پر تھی۔ جو ایک طرف تو انگریزوں کو برطانوی ہند سے بدر کرنے کے درپے تھی۔ اور دوسری طرف ریاستوں کو بھی ان کی نگرانی سے نکالنا چاہتی تھی۔ ان دونوں جماعتوں سے تعلق رکھنے والے حضرات یہاں بھی موجود تھے۔ جنہوں نے راجہ سکھدیو سنگھ صاحب کو جو ابھی بالکل کمسن اور ناتجربہ کار تھے۔ بجائے ریذیڈنسی کے دربار جموں کشمیر کی سرپرستی و نگرانی قبول کر لینے پر آمادہ کر لیا۔ گو ریذیڈنسی نے اس تجویز کی مخالفت کی مگر راجہ صاحب موصوف کی رضامندی اور دربار جموں کشمیر کی کوششوں سے ریاست پونچھ برطانوی نگرانی سے نکل کر دربار جموں و کشمیر کی نگرانی میں چلی گئی۔ اور راجہ صاحب موصوف پہلے پہل ریذیڈنسی پونچھ کو تخفیف تو کرا بیٹھے مگر بعد کے واقعات نے ان پر ثابت کر دیا۔ کہ وہ ایک خطرناک غلطی کے مرتکب ہو چکے ہیں جس کی تلافی کے لئے انہوں نے دوبارہ جدوجہد شروع کر دی۔ مگر اب وقت گزر چکا تھا۔ راجہ صاحب موصوف کو فوراً کیپٹن۔ بی۔ آر۔ ہیوری۔ ڈاکٹر رام گوپال اور ٹھاکر کرتار سنگھ کی معیت میں بغرض حصول تجربہ ممالک مغربی بھیجا گیا۔

مسلمان افسروں کی علیحدگی

اور اس وقت کے تمام مسلمان حاکموں کو چن چن کر علیحدہ کر دیا گیا جن کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔ بحوالہ پونچھ ایڈمنسٹریشن رپورٹ صلا ۱۹۸۵ بکرمی

۱۔ خواجہ عزیز الرحمن صاحب غوری کی خدمات یو پی گورنمنٹ کو واپس کی گئیں۔

۲۔ خان بہادر چوہدری محمد الدین صاحب کی جگہ پنڈت اننت رام صاحب جموں سے وزیر بن کر آئے۔

۳۔ خان بہادر منشی احمد الدین صاحب کو سٹیٹ سکرٹری کے عہدہ سے علیحدہ کر کے ٹھاکر کرتار سنگھ کو چارج دلایا گیا۔

۴۔ ایگزیکٹو کونسل جس کی بنیاد (سموج ۱۹۷۵ بکرمی میں) رکھی تھی توڑ ڈالی گئی۔ صدر جج کی پوسٹ (جس پر ہمیشہ مسلمان کا تقرر ہوتا رہا) منتقل طور پر بخشی چند لعل کو دی گئی۔ (رپورٹ مذکور صلا)

آنریری مجسٹریٹ چھپالی سردار محمد اکرم خاں کی عدالت کو دربار کے مخالف حصہ لینے کی پاداش میں بند کر دیا گیا۔ (رپورٹ مذکور صلا) مسٹر آر۔ ایف۔ گور تیر سٹیٹ انجینئر کو ۱۴ ار بساکھ ۱۹۸۰ خواجہ عزیز الرحمن صاحب غوری نے سبکدوش کیا تھا۔ خواجہ صاحب موصوف بوجہ مخالفت دربار جموں کشمیر ملازمت سے علیحدہ کئے گئے۔ تو ان کا چارج دیوان حکیم سین صاحب نے مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۳ء بمقام راولپنڈی لیا۔ اور بعد میں یہ چارج دیوان گنگا رام اکونٹنٹ افسر کو دلایا گیا (پونچھ ایڈمنسٹریشن رپورٹ سمت ۱۹۸۰ بکرمی صلا)

سپرنٹنڈنٹ پولیس کی پوسٹ پر خانصاحب مفتی محمد خاں کی بجائے پنڈت لکھمی چند صاحب کو انسپکٹر سے ترقی دیکر لگایا گیا۔ مقتدر مسلمانوں خانصاحب محمد اکرم خاں آف چھپالی۔ پیر حسام الدین جاگیردار اٹی اور صوبیدار خان محمد خان صاحب کو دربار کے مخالف حصہ لینے کی پاداش میں جلا وطن کیا گیا۔ غرضیکہ راجہ بلدیو سنگھ صاحب انگریز پالیسی کے بنائے ہوئے نظم و نسق کو بالکل تہ و بالا کر ڈالا گیا۔ پنڈت اننت رام کے بعد بخشی رام داس صاحب دربار جموں و کشمیر سے وزیر پونچھ مقرر ہو کر آئے۔ جنہوں نے سپرنٹنڈنٹ کسٹم کی آسامی بھی مسلمان سے چھین کر ہندو کے حوالے کر دی گئی دھیان سنگھ صاحب ہیڈ کلرک کو پرنسپل اسسٹنٹ آف وزیر اور بابو دیو دیال کو جو حساب دانی سے بالکل ناآشنا ہے اکونٹنٹ افسر بنایا۔ ان کے بعد دربار جموں و کشمیر نے لالہ سکھدیال صاحب ساہنی کو وزیر بنا بھیجا۔ جنہوں نے چیف ریونیو افسر کی آسامی پر بھی مسلمان کی بجائے بخشی چند لعل کو مقرر فرمایا۔ اور اس کے علاوہ اور بھی سازش کا جال بچھا۔ اور حتی المقدور مسلمانوں کو ذلیل و خوار کرتے ہیں

کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی۔ اسی وزیر کے عہد میں راجہ سکھدیو سنگھ صاحب جیسا ہونہار اور آزاد خیال حکمران ۲۰ ار اسوج سمت ۱۹۸۳ بکرمی مطابق ۱۶ ار اکتوبر ۱۹۲۷ء اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ اور ان کی جگہ ان کے برادر خورد

سری راجہ جگت دیو سنگھ صاحب

کو جدید شرائط کے ماتحت مہاراجہ بہادر جموں کشمیر نے راجہ آف پونچھ بنا کر بھیجا۔ راجہ صاحب موصوف بذات خاص نہایت نیک نفس۔ متدین۔ خلیق۔ اور ہمدرد بنی نوع انسان ہیں۔ آپ کو رعایا کی فلاح و بہبود کا خیال ہر وقت دامن گیر ہے مگر افسوس کہ ماتحت انتظامی مشینری کے قریباً سب پرزے زنگ آلود ہیں۔ لالہ سکھدیال ساہنی کی پالیسی پر آپ نے بھی ناراضگی کا اظہار کر کے اس کی خدمات گورنمنٹ جموں و کشمیر کو واپس کر دیں۔ اب اس کی جگہ عرصہ تین سال سے پنڈت رام رتن صاحب ایم اے وزیر پونچھ کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ آپ بر لسے خلیق ہیں۔ پالیسی مرنجان مرنج ہے۔ محکمہ سی آئی ڈی پونچھ میں آپ کی نئی ایجاد ہے۔ جو پرانی سازشی پارٹی کے ارکان کی شر انگیز حرکات کو حکومت وقت تک پہنچانے میں نہایت کامیاب ہوا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ وہی ہندو و سکھ صاحبان جن کی ہر ممکن امداد سے وزیر صاحب موصوف نے کبھی دریغ نہیں کیا۔ آج ان سے اس لئے اور محض اس لئے ناراض ہیں۔ کہ موجودہ شورش میں انہوں نے ان کو کیوں مسلمانوں کے قتل عام کی اجازت نہیں دی۔ اے برادران وطن۔ ذرا گوش ہوش سے سنو۔ کہ وزیر صاحب موصوف نے اس شورش کے زمانہ میں آپ کے دلی ارادوں کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچانے میں مسلمانوں پر ہی کوئی خاص احسان نہیں کیا۔ بلکہ اپنے فرائض منصبی کو انجام دیتے ہوئے تمام ہندو اور سکھ جاتی کو بھی تمہارے منصوبوں سے پیدا ہونے والے حادثات سے بچا لیا ہے۔ اسے ناقدر شناسو۔ پنڈت رام رتن صاحب کی عنایات کا مشتے نمونہ از خروارے مندرجہ ذیل واقعات کی یاد کو تازہ کر کے اندازہ لگالو۔ کہ انہوں نے تم پر اپنی وزارت کے زمانہ میں کیا کیا احسانات کئے ہیں:۔

۱۔ چیف میڈیکل افسر صاحب اوائل جون ۱۹۳۵ء سے کر آخیر جولائی ۱۹۳۵ء تک ۲ ماہ متواتر بستر علالت پر پڑے رہے مگر حاضر ڈیوٹی شمار ہوتے رہے۔ (۲) محض ایک قومی بھائی کی پرورش کے لئے صدر ہسپتال میں ڈنٹل سرجن کی نئی آسامی لگائی گئی۔ جس پر اسے لگایا گیا۔ (۳) مسٹر رام سنگھ کو ۳۰۰/- ماہوار وظیفہ دے کر ولایت بھیجا۔ اور واپسی پر ۲۰۰/- سے ۵۰۰/- تک کا گریڈ مقرر کیا۔ حالانکہ آج کل بغیر کسی وظیفہ دینے کے پنجاب سے ۲۰۰/- ماہوار تنخواہ پر ولایت کا پاس

شدہ ڈاکٹر مل سکتا ہے۔ (۴) ہندو اور سکھوں کے واسطے سینیارٹی اور پابندی کیڈر کا کوئی لحاظ نہیں۔ اگر شک ہو۔ تو جگت سنگھ۔ کرم سنگھ۔ روپ لعل۔ سنت سنگھ اور نند رام اسسٹنٹ نگارگاہ افسر وغیرہ کی حیرت انگیز ترقیاں اور تبدیلیاں ملاحظہ فرمائی جائیں۔ (۵) چوہدری نور محمد صاحب باوجود سینئر تحصیلدار ہونے کے اب تک ۸۰/- ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔ مگر گور سنگھ اور سیتا رام جوان سے جونیئر ہیں۔ ۱۰۰/- روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔ (۶) سردار فتح محمد خانصاحب کو تو قبل از وقت جبری پنشن پر ریٹائر کر دیا گیا۔ جو ابھی تک کام چلانے کے بخوبی قابل ہیں۔ برعکس اس کے ہندو افسر جن کے قوائے جسمانی میں اضمحلال پیدا ہو چکا ہے۔ بصارت جواب دے چکی ہے۔ دفتر میں بار بار آرام کرسیوں پر دراز ہونے کی ضرورت پڑتی ہے۔ بدستور اپنی اپنی ملازمتوں پر بحال ہیں۔ (۷) اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز کی پوسٹ خاص طور پر زمیندار طبقہ کے واسطے مخصوص ہے۔ مگر مہاجن جاتی کے ایک ساہوکار کے لڑکے کو اس پر لگایا گیا ہے (۸) علاقہ ہذا جب سے حکومت ہند کی نگرانی سے نکل کر دربار جموں و کشمیر کی نگرانی میں منتقل ہوا ہے۔ ریاست پونچھ نہیں بلکہ محض جاگیر پونچھ کہلاتا ہے۔ مگر اپنے ایک بھائی کو معراج ترقی پر پہونچانے کے لئے سٹیٹ سکرٹری کا عہدہ نکال کر اس پر اس کو لگایا گیا۔ (۹) سلور ویڈنگ فنڈ سے سندر سنگھ اور امیر چند کو تو الاؤنس دیا جاتا ہے۔ مگر ایک مسلمان کلرک کی درخواست عرصہ دو سال سے بستہ خاموشی میں بند ہے۔ (۱۰) جن جن طلباء کو بغرض حصول ٹریننگ باہر بھیجا ہے۔ ان میں سے صرف ایک مسلمان ہے۔ ذرا تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔

امرت سر ڈاکٹری کے واسطے بابو محمد حیات ۳۰/- وظیفہ۔ مسٹر رام سنگھ سول سرجن کے واسطے ولایت ۳۰۰/- الیکٹرک انجنیئر کے واسطے بابو موہن لعل ۵۰/- مسٹر دتا سنگھ کالج ۱۵/- مسٹر دینا ناتھ کالج ۱۵/- روپیہ

جھوٹی چیخ و پکار

جو برادران وطن نے مسلمانان پونچھ کے خلاف مچا رکھی ہے ذرا اسے اور یہاں کے حالات کو انصاف کے پلڑے میں رکھ کر جانچو۔ کہ کہاں تک حق بجانب ہے مختصر گذشتہ واقعات آپ نے دیکھ لیے۔ آئیے اب محکمہ وار مختصر سی ڈائری گوش گزار کی جائے تاکہ پتہ لگ جائے۔ کہ یہاں کے ۹۶ فیصدی مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا ہے۔ اور خود کیا لوٹ مچا رکھی ہے۔

ہسپتال

۱۔ چیف میڈیکل افسر ہندو۔ اسسٹنٹ و سب اسسٹنٹ سول سرجن سب ہندو۔ کمپونڈر سوائے ایک کے باقی سب ہندو۔ اور جو مسلمان کمپونڈر ہے۔ اس کو بھی باہر ڈیوٹی پر مامور کیا ہوا ہے

(۲) امیروں کے واسطے تو بذریعہ تار دوائی منگوائی جاتی ہے مگر غریبوں کے واسطے حکم ملتا ہے۔ کہ فلاں دوائی ہسپتال میں موجود نہیں۔ بازار سے خریدی جائے۔ (۳) پونچھ ہسپتال میں دس ہزار روپیہ سالانہ ادویات پر خرچ آتا ہے جو برائے میڈیکل مینول ایک ہی بار ایک انڈنٹ کے ذریعہ خریدی جانی لازمی ہیں مگر یہاں بعض کارکنان ہسپتال نے ذاتی مفاد کے لئے تھوڑی تھوڑی مقدار میں بار بار منگوانے کا طریق رائج کر رکھا ہے (۴) ایمرجنٹ انڈنٹ بھی میڈیکل رولز کے مطابق ایک یا دو سے زائد بار نہیں ہو سکتے۔ مگر اس پر بھی عمل درآمد نہیں ہوتا (۵) پنجاب ڈسپنسریوں کے لئے اسٹور سے ایک بار ہفتہ میں ادویات باقاعدہ رسید حاصل کی جاتی ہیں۔ مگر یہاں ذاتی لالچ کے لئے روزانہ کئی کئی بار بلا اندراج ادویات دی جاتی ہیں۔ (۶) میڈیکل مینول اجازت نہیں دیتا۔ کہ سوائے فارماکوپیا ادویات اور کسی قسم کی دوائیں منگوائی جائیں۔ مگر یہاں امیروں کے واسطے پیٹنٹ ادویات بھی منگوائی جاتی ہیں۔ (۷) ادھر امیروں سے تو اس قدر ہمدردی۔ اور ادھر دیکھئے۔ کہ کوڑھی خانہ کے بعض کوڑھیوں کو بوجہ زیادتی اخراجات نکال دیا گیا ہے جو شہر اور دیہات میں اس متعدی مرض کے پھیلانے کا موجب بن رہے ہیں۔ (۸) سن ۸۶-۱۹۸۷ بکرمی میں مریضوں کے لئے بحساب -/۱۶ فی کمبل پنجاب سے کمبل خریدے گئے۔ حالانکہ حسب دستور سابق یہاں سے لوئیاں ارزاں دستیاب ہو سکتی تھیں۔ (۹) شادی صغر سنی کے قواعد نے بھی ڈاکٹروں کی آمدنی میں کافی سے زیادہ اضافہ کر دیا ہے (۱۰) ذاتی فائدے کے لئے میڈیکل مینول کے خلاف دوائی بجائے ڈاکٹروں کے ہیڈ کلرکوں سے خرید کرائی جاتی ہے۔ جو ماہر نہ ہونے کی وجہ سے اچھی دوائی نہیں خرید سکتے۔ اگر اس میں شک ہو۔ تو ۸۳-۱۹۸۲ بکرمی والا کیس ملاحظہ کریں۔ (۱۱) زنانہ ہسپتال میں کوئی لیڈی کمپونڈر موجود نہیں۔ پردہ نشین مستورات کو ازحد تکلیف ہے (۱۲) زنانہ ہسپتال میں کوئی ٹرینڈ دایہ موجود نہیں۔ آئے دن سینکڑوں عورتیں بلا وجہ بحالت زچگی میں جاہل دایوں کے ہاتھوں تلف ہو رہی ہیں۔

محکمہ جنگلات

آہ۔ یہاں مسلمان ہونا بھی کتنا بڑا جرم ہے غیر مسلم معمولی تعلیم یافتہ اور ان ٹرینڈ چیف فارسٹ افسر ہے اور مسلمان بی۔ اے بی۔ ایس۔ سی (دہلی) ٹرینڈ ان کا اسسٹنٹ چیف فارسٹ افسر صاحب کی عنایات سے اندرون محکمہ کی حالت بھی قابل ملاحظہ ہے۔ (۱) نام کو تو قوانین جموں کشمیر یہاں جاری ہیں جو گو وہی جن کے ذریعہ رعیت کی سرکوبی لازمی سمجھی جاتی ہے۔ اور اگر کسی قانون سے یہاں کی رعایا کو کوئی فائدہ پہنچتا۔ تو اس کو یہاں نافذ نہیں کیا گیا بلکہ اس کی جگہ مقامی خود ساختہ قانون مرتب کر کے رعایا کو کچلنے کی کوشش کی گئی ہے چنانچہ قوانین جموں کشمیر کی رو سے محکمہ جنگلات نے جو مراعات رعایا کو دے رکھی ہیں۔ رعایا پونچھ ان سے مستثنیٰ ہے۔ جموں کشمیر میں مزروعہ رقبہ سے زمینداروں کو ہر وقت مفت درخت کاٹنے کا حق حاصل ہے۔ مگر یہاں یہ سخت جرم ہے۔ مطابق دفعہ ۔۔ مندرجہ مد ۱۵ قواعد جنگلات پونچھ زمینداروں کو گاؤں کی شرک پر پل بنانے کے واسطے آلائش کشاورزی کے لئے گوندہ برائے تیاری آلات کشاورزی کے واسطے نمبردار دیہہ سے اجازت کا فارم حاصل کر کے مفت لکڑی کاٹنے کا حق دیا گیا ہے۔ مگر افسوس اس گھریلو قانون کا احترام بھی نہیں کیا جاتا۔ اور یہ رعایت بھی رعایا کو حاصل نہیں۔ صرف دکھلانے کے واسطے قواعد جنگلات میں تحدید کی گئی ہے۔ دفعہ ۹ قواعد جنگلات پونچھ کی رو سے خشک لکڑی جلانے کے واسطے لانے کی اجازت ہے۔ مگر جب تک گارڈ حلقہ کو نذرانہ ادا نہ کیا جائے۔ کیا مجال ہے۔ دفعہ ۱۰ کی رو سے زمیندار یکم چیت سے آخر بیساکھ تک اور یکم کاتک سے آخر مگھر تک چارہ مویشیاں کے لئے جنگل سے سبز پتے لا سکتے ہیں۔ مگر یہ بھی گارڈ کی خوشنودی پر منحصر ہے۔ دفعہ ۱۲ کی رو سے توت اور اخروٹ کی خشک لکڑی چیف فارسٹ افسر کی اجازت سے کاٹی جا سکتی ہے۔ مگر حصول اجازت میں اس قدر دقتیں ہیں کہ دفعہ ۱۲ بیکار ہے۔ دفعہ ۱۳ کی رو سے ۱۵ کاتک لغایت آخر کاتک زمیندار خشک گن ہائے سے گارڈ سے فارم حاصل کر کے کاٹھ نکال سکتے ہیں جس کا بعد تیاری گارڈ کو شمار کرنا ضروری ہے۔ مگر چونکہ ایک ایک گارڈ کی سپرد پندرہ پندرہ گاؤں ہیں۔ اور وہ ان تمام گاؤں میں پندرہ دن کے اندر دورہ کر کے کاٹھ شمار نہیں کر سکتا۔ اس واسطے بعد گزرنے پندرہ دن کے زمینداروں کے خلاف مقدمے بنائے جاتے ہیں۔

جنگلات میں درختان ریں وغیرہ کا چھلکا بوجہ مٹھاس جنگلی وانڈرے اکھاڑ ڈالتے ہیں۔ جو بعد میں زمینداروں کے واسطے مصیبت کا موجب بن جاتا ہے۔ چھلکا اتارنے کی اشتہاجات زمینداروں کے خلاف مرتب ہو کر سزائیں ہوتی ہیں۔ حالانکہ معمولی چھلکا اتارنے سے درخت کی نشوونما اور قیمت میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

دفعہ ۱۶ کی رو سے حادثات ناگہانی کے ذریعہ تباہ شدہ مکانوں کے واسطے مفت لکڑی ملنی لازمی ہے۔ مگر اس رعایت سے ہندو ہی خاص طور پر استفادہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو اس کے حصول میں بھی قیمت سے کئی گنا زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ زمینداروں کے خلاف مقدمات جنگلات کی سماعت بھی چیف فارسٹ افسر ہی کرتا ہے۔ جو ملزم کو صفائی کا موقعہ ہرگز نہیں دیتا۔ صرف اپنے اہلکاران جنگل کی شہادت پر ہی سزا دیدیتا ہے۔ قواعد جنگلات کی رو سے فارسٹر و رینجر علاقہ کو نقصان شدہ جنگل میں ہر ایک منڈی پر P. S. موس لگانا چاہیئے۔ تاکہ ایک ہی درخت کے نقصان کا بار بار زمینداروں پر بوجھ نہ پڑے۔ مگر یہاں عمداً ایسا نہیں کیا جاتا۔ اور بار بار زمینداروں کو ایک ہی نقصان پر جرمانے ادا کرنے پڑتے ہیں۔ جنگل سے قیمت پر درخت حاصل کرنے کے وقت بھی فارسٹر علاقہ کو ایک روپیہ فی درخت موس لگائی ادا کرنی پڑتی ہے۔ درختوں کی قیمتوں میں بھی پہلے کی نسبت دو چند اضافہ ہو گیا ہے۔ زمینداروں کو قیمتاً بھی ہر وقت درخت نہیں مل سکتے اس واسطے جنگل کا نقصان ہو رہا ہے۔ فارسٹر اور رینجر کو دورہ کے وقت ایک روپیہ فی گھر اگر نذرانہ اکٹھا کر کے نہ دیا جائے۔ تو مصنوعی نقصان جنگل کی اشتہاجات مرتب ہو کر سالم گاؤں پر جرمانہ پڑتا ہے۔ گارڈ علاقہ مختلف نذرانوں کے علاوہ ایک روپیہ نقد فی چولہا کے حساب سے ماہ مگھر میں اور سیر کہن فی چولہا بطور رساون مندہ ماہ ساون میں وصول کرتا ہے۔

محکمہ جوڈیشل

کی بدعنوانیاں ناگفتہ بہ ہیں۔ ایک مظلوم شخص تھانہ اور تحصیل کے حکام کے انصاف سے مایوس ہو کر جب مجسٹریٹ صاحبان کی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ تو سب سے اول مجسٹریٹ صاحب کے اردلی کی مٹھی گرم کرنی پڑتی ہے۔ جب کہیں اندر جانے کی اجازت ملتی ہے کمرہ عدالت کے اندر پہنچنے پر اہلمد اور ریڈر صاحبان کو نذر پیش کرنی پڑتی ہے۔ تب استغاثہ مجسٹریٹ صاحب کے روبرو پیش ہوتا ہے۔ تو مجسٹریٹ صاحب فریادی کے بیانات قلمبند کرنے کے لئے کوئی اگلی تاریخ مقرر فرماتے ہیں۔ مگر بیانات ابتدائی کے اندراج کے لئے کئی کئی تاریخوں پر فریادی کو دو دو تین تین دن کی پیدل مسافت طے کر کے آنا پڑتا ہے۔ تب بیانات قلمبند ہوتے ہیں۔ پھر سرسری شہادت پیش کرنے میں کئی کئی ماہ گزر جاتے ہیں۔ اس اثنا میں یا تو گواہ ورغلائے جاتے ہیں۔ یا ملزم علاقہ غیر میں فرار ہو جاتا ہے یا فریقین سے کوئی ایک مر جاتا ہے۔ دیوانی مقدمات میں جج صاحبان قانون ساہوکارہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اور ساہوکار نوازی کا پورا پورا ثبوت پیش کر کے زمینداروں کے خلاف حسب خواہش ساہوکاران خوب ڈگریاں صادر کرتے ہیں۔ ماتحت عدالتہائے کی اپیل جج صاحب کی عدالت میں تب تک دائر نہیں ہو سکتی۔ جب تک ہیڈ کلرک اور ریڈر صاحب کو باقاعدہ خوش نہ کر لیا جائے۔ اس کے بعد کئی کئی سال تک لوگوں کو خراب ہونا پڑتا ہے۔ سزا یافتہ اپیل کنندگان میں سے بعض خوش قسمت تو سزا بھگتنے کے بعد گھر سے آکر اپیل کا فیصلہ سنتے ہیں۔ اور بعض کی روحیں حصول انصاف کے انتظار میں ہی جیل کی چار دیواری کے اندر قفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہیں۔ چیف جج صاحب کے فیصلہ کی ناراضگی کا اپیل وزیر صاحب بہادر کے ہاں دائر ہوتا ہے۔ جنہیں کثرت کار کی وجہ سے سالوں تک سماعت اپیل کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ اگر کوئی فیصلہ ہو بھی جائے۔ تو وہ سری سرکار دالامدار کے دستخطوں اور مشورہ سے ہوتا ہے۔ تاکہ پھر اپیل کی گنجائش باقی نہ رہے۔ اور انصاف کا دروازہ بند ہو جائے۔

محکمہ مال

میں بھی سخت بے انتظامی ہے۔ اس محکمہ کا ہر ایک افسر راشی ہے ماتحت عملہ کا تو ذکر ہی کیا۔ جس طرف دیکھو ایک دوکان دار کی طرح انصاف کی خرید و فروخت ہو رہی ہے۔ زمینداروں کو ہر طرح سے تباہ و برباد

کیا جارہا ہے۔ مثال کے طور پر دیکھئے قواعد بندوبست آئینی رہن وبیع اراضی میں یہاں راجہ صاحب بہادر کی اجازت حاصل کرنی لازمی ہے مگر ذرا ملاحظہ فرمائیے۔ کہ صرف حصول اجازت رہن وبیع میں کس قدر وقت اور روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے۔ ابتدائی درخواست پر کورٹ فیس ایک روپیہ اردلی پیش کنندہ درخواست کو چار آنے۔

اس کے بعد چیف ریونیو افسر درخواست مذکور متعلقہ پٹواری کے پاس برائے شمول کاغذات بھیجتا ہے۔ پٹواری صاحب کم از کم پانچ روپے لینے کے بعد کاغذات متعلقہ شامل درخواست کر کے تحصیل میں بھیج دیتا ہے مگر تحصیلدار صاحب بھی پانچ روپے سے کم نہیں لیتا ملحقہ اسامیوں کے بیانات رضامندی قلمبند کرنے پر فی اسامی کم از کم دو روپے تحصیلدار صاحب کی آخری رپورٹ پر کم از کم دس روپے نذرانہ اس کے بعد پھر یہ مثل مکمل ہو کر چیف ریونیو افسر کے دفتر میں بھیجی جاتی ہے یہاں ریڈر صاحب کو پانچ روپے اور چیف ریونیو افسر صاحب کو کم از کم دس روپے پھر بعد رپورٹ یہ مثل وزارت عالیہ میں پہنچتی ہے۔ یہاں کا محرر ڈاک بھی ایک روپیہ سے کم نہیں لیتا۔ وزیر صاحب کا ریڈر بیچارہ اچھا آدمی ہے پانچ روپے سے زیادہ نہیں لیتا اور فوراً مثل راجہ صاحب کے دفتر میں بھیج دیتا ہے۔ وہاں سے مثل منظور ہو کر علی الترتیب محکمہ مال میں واپس پہنچتی ہے۔ یہاں سے سرٹیفکیٹ بیع محرر کو دس روپے دینے کے بغیر مل نہیں سکتا۔ گویا مہر راجہ صاحب کی منظوری حاصل کرنے میں کم از کم ستر روپیہ علاوہ قیمت سٹیمپ کرنے کے دینے پڑتے ہیں۔ اور وقت کا نقصان اور سب کی خوشامدیں علیحدہ۔ حصول اجازت توتوڑ میں بھی بالکل اسی ترتیب سے کم از کم ایک صد روپیہ تک خرچ کرنا پڑتا ہے۔ مال افسر صاحب اور اسسٹنٹ مال افسر صاحب دو کھتری ہیں اور سب پر بخوبی روشن ہے۔ کہ کھتری زمینداروں کے کس قدر دوست ہوا کرتے ہیں زمینداروں کی زمینیں قرضہ میں دھڑا دھڑ نیلام کرنے کے احکام صادر ہو رہے ہیں بیگار اور بیگار کی ملعون خدمات بھی اسی محکمہ کے ذریعہ سرانجام پاتی ہیں۔ تحصیلداران علاقہ ایک ایک انتقال کی تصدیق کے لئے دس روپیہ سے پچاس روپیہ تک وصول کرتے ہیں۔ گرداور علاقہ دورہ کے وقت رقم کثیر زمینداران دیہہ سے بذریعہ باچھ وصول کرتے ہیں۔ پٹواریان علاقہ تو بالکل مختار مطلق ہیں۔ گرداوری فی اسامی ایک روپیہ فصلانہ فی اسامی چار سیر غلہ۔ ساون بھادوں فی اسامی زمینداروں سے ایک سیر مکھن مستقل طور پر وصول کرتے ہیں۔ مال شماری کے وقت بھی ہر ایک شخص سے معقول نذرانہ وصول کیا جاتا ہے ورنہ ایک ایک کی جگہ تین تین بھینسیں درج ہو کر ٹیکس ترنی وصول کیا جاتا ہے۔

محکمہ شکار گاہ

اس کا مقصد اولین سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ دیہاتی زمینداروں کے [illegible] چراگاہوں کو بند کر کے ان میں سوروں اور جنگلی درندوں کی پرورش کی جائے۔ بعض گاؤں [illegible] تک کا نام و نشان بھی نہیں۔ محض رعیت کو دق کرنے کی خاطر شکار گاہیں بنا رکھی ہیں۔ اگر خدانخواستہ کسی زمیندار کی بھیڑ بکری بھاگتی ہوئی شکار گاہ میں سے گزر جائے۔ تو ملازمان شکار گاہ جب تک بکری کی قیمت کے مساوی رقم وصول نہ کر لیں خلاصی نہیں کرتے۔ ان شکار گاہوں میں انسان کو بھی گزرنے کی ممانعت ہے۔ اگر کسی جنگل میں کسی انسان کا ریچھ سے مقابلہ ہو جائے۔ اور حفاظت خود اختیاری کے سلسلہ میں ریچھ کو مار ڈالے۔ تو ریچھ صاحب کا باقاعدہ پوسٹ مارٹم ہوتا ہے۔ اور وہ شخص سزایاب ہوتا ہے۔ اور اگر ریچھ انسان کو مار ڈالے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس محکمہ کا انچارج افسر بھی ایک کھتری ہے۔ اور اس کو بھی زمینداروں سے وہی ہمدردی ہے۔ جو اس کے دوسرے کھتری بھائیوں کو ہوا کرتی ہے

بیسویں صدی کا جزیہ

ہندو اگر اس علاقہ میں مال مویشی رکھیں۔ تو انہیں کسی قسم کا ٹیکس ادا نہیں کرنا پڑتا اور اگر مسلمان مال مویشی رکھیں۔ تو ان سے فی بھینس عہ فی بھیڑ بکری ایک آنہ ٹیکس لیا جاتا ہے جس کا نام ترنی ہے۔

سال رواں یعنی ۱۹۸۸ بکرمی کے ٹیکس ترنی کی آمدنی حسب ذیل ہے:

تحصیل حویلی	18285/-	تھکیالہ پڑاوہ	3660/-
تحصیل باغ	8628/-	تحصیل سدھنوتی	8575
تحصیل مینڈھر	16433/-	میزان کل	55821/-

صنعت و حرفت کی بیخ کنی

مہذب ممالک میں صنعت و حرفت کو ترقی دینے کے لئے اہل حرفہ کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ مگر یہاں معاملہ برعکس ہے۔ یہ علاقہ پہاڑی ہے۔ اور قدرت نے اس میں صنعت و حرفت کی ترقی کے تمام وسائل مہیا کر رکھے ہیں۔ مگر یہاں بجائے حوصلہ افزائی کے الٹا اہل حرفت پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ یہاں ترکھان۔ لوہار۔ درزی۔ حجام۔ موچی سب سے ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ اس ٹیکس کا نام محترفہ ہے۔ سال رواں کی اس ٹیکس کی آمدنی حسب ذیل ہے۔

تحصیل حویلی	1406/-	تحصیل مینڈھر	1598/-
تحصیل باغ	6099/-	تحصیل سدھنوتی	986/-

میزان کل = 10089

پرانی قسم کی پن چکیاں جن کو یہاں کی اصطلاح میں جندر کہا جاتا ہے۔ آٹا پیسنے کے کام آتی ہیں ان پر بھی ٹیکس عائد ہے سال رواں کا ٹیکس جندرات ذیل میں درج ہے

تحصیل حویلی	[illegible]	علاقہ تھکیالہ	[illegible]
تحصیل باغ	1052/-	تحصیل سدھنوتی	591/-
تحصیل مینڈھر	566/-	علاقہ کریڑ	70/-

میزان کل = 3272

ٹیکس قلی کور

ریذیڈنسی کے وقت میں انسداد بیگار کے واسطے رعایا سے ایک پیسہ فی روپیہ مالیہ کے ہمراہ وصول کیا جانا شروع ہوا تھا اور اس وقت سے لیکر آج تک بدستور جاری ہے اگر اہالیان پونچھ کی خوش قسمتی شامل حال ہوتی۔ تو امید تھی۔ کہ کبھی کا یہ مذموم طریقہ دور ہو گیا ہوتا۔ مگر افسوس کہ ریذیڈنسی کے بعد اس طرف کسی نے توجہ نہیں کی۔ اور جبری بیگار سے ابھی تک رعایا کو نجات نہیں ملی۔ اور ٹیکس بھی بدستور وصول ہوتا چلا جارہا ہے۔ سال رواں کا ٹیکس یہ ہے:

تحصیل حویلی	1547/-	تحصیل سدھنوتی	1503/-
تحصیل مینڈر	1046/-	تحصیل باغ	1450/-
علاقہ تھکیالہ	312/-	میزان کل	5862/-

ٹیکس نکاح خوانی

مسلمان لڑکیوں کی شادی پر ۱ار فی نکاح ٹیکس وصول کیا جاتا ہے، جسکی سالانہ آمدنی ایک ہزار روپیہ کے قریب ہے۔ نکاح خوانوں کی پڑتال کیواسطے جو قاضی گرداور مہر وغیرہ عملہ مقرر ہے ان کا کل ۴۰۰ روپیہ سالانہ خرچ ہے۔ بقیہ روپیہ داخل خزانہ ہوتا ہے۔ اور سال بسال رقم جمع ہوتی چلی جارہی ہے۔ ہندوؤں سے شادی کے موقعہ پر کوئی ٹیکس وصول نہیں ہوتا۔

ہندو تیوہار

یہاں ہندو اور مسلمان دونوں قومیں آباد ہیں۔ ہندو حاکم اور مسلمان محکوم ہیں۔ گو سرکاری طور پر ذبیحہ گاؤ سخت ترین جرم ہے۔ مگر مسلمان اخلاقی طور پر بھی نہ کبھی اس طرف مائل ہوئے۔ اور نہ آئندہ احتمال ہے مگر یہ انتہائی ظلم ہے۔ کہ بھیڑ بکری کا گوشت جو ہندوؤں کے نزدیک بھی قابل اعتراض نہیں۔ مسلمانوں کو آزادی سے استعمال میں لانے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل ہندو تیوہاروں پر مسلمان قصاب بھیڑ بکری نہ ذبح کر سکتے ہیں۔ نہ فروخت کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی کوئی مسلمان کھا سکتا ہے مرغ تک ذبح کرنے کی اجازت نہیں

(۱) ہر قمری مہینے کی پہلی تاریخ سنگرات پر (۲) ہر قمری مہینے کی نویں تاریخ اکادشے پر (۳) ہر قمری مہینے کی تیرہ تاریخ پرناشے پر (۴) ہر قمری مہینے کی ۲۴ تاریخ اکادشے پر (۵) ہر قمری مہینے کی ۲۸ تاریخ مسیا پر (۶) شاہی خاندان پونچھ و جموں کے تمام ممبران کی سالگرہ کے دنوں پر (۷) رام نومی اور جنم اشٹمی کے تیوہاروں پر۔ ان دنوں پر اگر کسی مسلمان کی بھیڑ بکری کسی مرض کی وجہ سے قریب المرگ ہو۔ تو اس کو بھی ذبح نہیں کر سکتا بصورت خلاف ورزی باقاعدہ چالان ہو کر سزا ہوتی ہے۔

میزانیہ آمد و خرچ سال گزشتہ

آمدن = 1186167-3-

خرچ = 1226370-0-10

خرچ کی مجموعی تفصیل یہ ہے۔ کہ ممبران شاہی خاندان کو تنخواہ

اور الاؤنس کی صورت میں ڈیڑھ لاکھ سے کچھ اوپر سالانہ ملتا ہے۔ شادی غمی کے واسطے ایک لاکھ روپیہ کا بوجھ خزانہ پر الگ ہے۔ گویا کل آمدنی کا ۱/۴ حصہ تو صرف شاہی خاندان کے مصارف میں لایا جاتا ہے۔ ۱/۴ حصہ محکمہ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے اور یہ روپیہ بھی سوائے شاہی محلات کی تعمیر و آرائش کے باقی پبلک کے کاموں میں بہت ہی کم خرچ ہوتا نظر آتا ہے۔ بقیہ نصف میں سے پانچ لاکھ روپیہ کے قریب افسروں اور اہلکاروں کو تنخواہوں اور سفر خرچوں کی صورت میں بٹ جاتا ہے۔ اور جو سوا لاکھ روپیہ ان سب اخراجات کے بعد بچ جاتا ہے صرف وہ ہی بصیغہ تعلیم و ہسپتال رفاہ عام کے کام میں خرچ ہوتا ہے

تفصیل میزانیہ آمد و خرچ سال گذشتہ

نام محکمہ		پائی	آنے	روپے
محکمہ مال	آمدنی	0	4	478585
	خرچ	3	3	68736
کسٹم	آمدنی	2	1	362589
	خرچ	4	3	50252
آبکاری	آمدنی	0	15	46588
	خرچ	3	11	2466
جنگلات	آمدنی	3	12	108466
	خرچ	6	13	44361
سود	آمدنی	1	8	103237
	خرچ	0	0	0

پرامیسری نوٹ۔ وار بانڈز۔ لانت حیدرآبادی۔ بنک بینارہ۔ تقاوی متفرق

نام محکمہ		پائی	آنے	روپے
اسٹامپ	آمدنی	0	6	40661
	خرچ	0	7	1333
جوڈیشل	آمدنی	9	2	10754
	خرچ	9	2	38589
جیل	آمدنی	6	9	4197
	خرچ	—	8	19131
پولیس	آمدنی	9	5	1237
	خرچ	0	5	53306
مشنری	آمدنی	6	2	60
	خرچ	0	5	13566
متفرق	آمدنی	3	6	27167
	خرچ	5	2	4573
پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ	آمدنی	0	14	3231
	خرچ	6	8	255756
ریفنڈز	آمدنی	—	—	—
	خرچ	0	1	6668

نام محکمہ		پائی	آنے	روپے
ٹھیکہ سالانہ ٹھکیالہ پڑاؤ	آمدنی	—	—	—
	خرچ	0	12	5797
خراج سالانہ	آمدنی	—	—	—
	خرچ	0	0	231
پرائیویٹ الاؤنس	آمدنی	—	—	—
	خرچ	11	12	21706

راجہ صاحب و دیگر ممبران شاہی کی تنخواہ و الاؤنس

نام محکمہ		پائی	آنے	روپے
جنرل ایڈمنسٹریشن	آمدنی	—	—	—
	خرچ	9	1	63444

راجہ صاحب۔ وزیر صاحب۔ اکونٹ افسر اور محکمہ مال کے دفاتر

نام محکمہ		پائی	آنے	روپے
تعلیم	آمدنی	—	—	—
	خرچ	0	5	52128
ہسپتال	آمدنی	—	—	—
	خرچ	2	15	68275
مہمان نوازی	آمدنی	—	—	—
	خرچ	9	11	17342
دھرم ارتھ	آمدنی	—	—	—
	خرچ	6	6	27819
اصطبل	آمدنی	—	—	—
	خرچ	6	14	29160
ملٹری	آمدنی	—	—	—
	خرچ	6	1	53781
غیر متوقع	آمدنی	—	—	—
	خرچ	6	8	99719

اخراجات بوقت شادی و غمی شاہی خاندان

		پائی	آنے	روپے
میزان کل	آمدنی	3	7	1186167
	خرچ	10	0	1226370

ماہوار مستقل الاؤنس

نام	الاؤنس
جناب ٹھاکر ہرنام سنگھ صاحب	233/5/4
اندرون ڈیوڑھی و دفتر ٹھاکر ہرنام سنگھ صاحب	100-0-0
جناب مبارک سنگھ صاحب	73-0-0
جناب جگت سنگھ صاحب	73-0-0
جناب نہال سنگھ صاحب	250-0-0
جناب ٹھاکر ستے سنگھ صاحب	98-8-0
جناب پریتم سنگھ صاحب	30-0-0
جناب ٹھاکر فقیر سنگھ صاحب	65-0-0
جناب کرپا رام صاحب	25-0-0
میاں بچتر سنگھ صاحب	75-0-0
ملازمان ڈیوڑھی و کنیزکان محمد منگاران	275-0-0
الاؤنس ملازمان بڑی رانی صاحبہ جی	35-3-6
ٹیوٹر سری راجکمار صاحب موجی پڑھائی	150-0-0
الاؤنس ملازمان سری سکھ دیو سنگھ صاحب	143-0-0
الاؤنس ملازمان ڈیوڑھی جبوال	231-0-0
پنڈت وشوانات صاحب	60-0-0
شہزادہ سری سکھ دیو سنگھ صاحب	400-0-0 سالانہ
الاؤنس افسر ڈیوڑھی	20-0-0
پیلس گارڈ	558-6-0
الاؤنس ملازمان سری رانی صاحبہ راج ماتاجی	118-0-0
شہزادہ سری رانی صاحب	350-0-0 سالانہ
الاؤنس ملازمان سری رانی صاحبہ بلاسپور	49-0-0
شہزادہ سری رانی صاحبہ بلاسپور	300-0-0 سالانہ
ملازمی سری رانی صاحبہ دہلی کلاں	47-0-0
شہزادہ سری رانی صاحبہ دہلی کلاں	300-0-0 سالانہ

آمدنی میں کمی

مطابق پونچھ ایڈمنسٹریشن رپورٹ ۱۹۸۰ بکرمی صفحہ ۲۴ ریاست ہذا کی سالانہ آمدنی ۱۹۶۸ بکرمی میں 1314312 تھی جو اب گھٹ کر -/1186167 روپیہ تک پہنچ چکی ہے۔ جس کے اسباب یہ ہیں:۔

(۱) ریذیڈنسی کے وقت ٹرینڈ اور قابل افسر گورنمنٹ ہند سے مستعار لئے جاتے تھے جو روشن خیال اور ہر وقت آمدنی بڑھانے میں کوشاں رہتے تھے۔ (۲) جب سے ریذیڈنسی اٹھ گئی۔ اور دوبارہ جموں کشمیر سے افسر آنے شروع ہوئے ان میں اکثر ان ٹرینڈ اور تنگ خیال تھے۔ انہیں پونچھ گورنمنٹ سے عملی طور پر کوئی ہمدردی نہ تھی اور نہ ہی یہاں کسی کے آگے صحیح معنوں میں جوابدہ تھے۔ اس واسطے انہوں نے کبھی آمدنی کی ترقی کے وسائل پر غور کرنے کی زحمت گوارا ہی نہیں کی۔ (۳) ریذیڈنسی کے بعد تعصب اور نالائق مقامی آدمیوں کو ترقیاں دے دیکر اعلیٰ عہدوں پر مامور کیا گیا۔ جو راجہ اور رعایا پونچھ کے واسطے جس طرح مضرت رساں ثابت ہوئے۔ اسی طرح پونچھ کی سالانہ آمدنی کے کم کرنے میں بھی ممد معاون بنے (۴) ریذیڈنسی کے بعد دو عملی کا دور دورہ رہا۔ یعنی نہ تو مستقل طور پر قوانین جموں پر عمل کیا گیا۔ اور نہ مقامی قوانین پر (۵) اول تو یہاں ضرورت سے زیادہ محکمے قائم ہیں۔ مزید براں محکمہ میں اسسٹنٹ کا تقرر جو آ ریاست پر مزید بوجھ کا باعث ہے۔ (۶) ٹرینڈ افسر جو ترقی کے وسائل پر غور کرنے کے قابل ہیں ان ٹرینڈ افسروں کے ماتحت بطور اسسٹنٹ رکھے گئے ہیں اور ان سے تنخواہ کے عوض کوئی کام نہیں لیا جاتا (۷) بعض دفاتر میں ضرورت سے زیادہ عملہ بجز بار ہے (۸) مصارف

کی کمی کے سوال پر تخفیف کا کلہاڑا قلیل تنخواہوں والے چپڑاسیوں سپاہیوں اور محرروں پر چلایا جاتا ہے۔ اور بڑے بڑے بیکار ان ٹرینڈ افسر جن کو کئی بار ریذیڈنسی اور مختلف وزارتوں نے سروس کے بالکل ناقابل قرار دیا۔ ان کو پنشنوں پر ریٹائرڈ کر کے ٹرینڈ نوجوان اسسٹنٹ افسروں کو جو کم تنخواہوں پر کام کر سکتے ہیں۔ کام کرنے کا موقعہ نہیں دیا جاتا۔

مسلمان اور ملازمتیں

قریباً چالیس بڑے افسر جن میں تحصیلدار بھی شامل ہیں یہاں کے مختلف اعلیٰ محکموں کے انچارج ہیں۔ ان میں سے بہ شمول تحصیلداران صرف سات مسلمان اور باقی سب غیر مسلم ہیں۔ ماتحت عملہ میں مسلمانوں کا تناسب غالباً اس سے بھی کم ہے؛

رشوت

رشوت کی اس قدر گرم بازاری ہے۔ کہ جس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ یہاں چار پانچ ایسے افسر آج کل موجود ہیں۔ جو ابتداء میں معمولی تنخواہوں پر ملازم ہوئے۔ دوران ملازمت میں نہایت شاہانہ زندگی بسر کی۔ اولاد کو اعلےٰ تعلیم دلائی۔ وطن میں فلک بوس محل تیار کرائے۔ ہزارہا روپوں کی جائدادیں اور زمینیں خریدیں۔ اور اس وقت زیورات کے علاوہ کافی نقد سرمایہ ہندوستان کے مختلف بنکوں میں ان کا جمع ہے۔ ان کے علاوہ ہر قلیل تنخواہ کا ریاستی ملازم نہایت شان و شوکت کی زندگی بسر کرتا ہے۔

دھرم ارتھ فنڈ

اسی مذہبی و پرورش محتاجان کے واسطے دھرم ارتھ کے نام سے ایک محکمہ قائم ہے جس کا اکتیس ہزار روپیہ سالانہ بجٹ میں رکھا جاتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

دھرم ارتھ مستقل	دھرم ارتھ غیر مستقل	دھرم ارتھ کشادہ
۱۰,۰۰۰/-	۱۱۰۰۰/-	۱۰,۰۰۰/-

دھرم ارتھ مستقل کے فنڈ سے ۹۶ فیصدی آبادی رکھنے والے مسلمانوں کو صرف ۱۵۸/۹/۴ ماہوار دیا جاتا ہے۔ باقی سب برادران وطن کی پرورش و امداد پر صرف ہوتا ہے۔ دھرم ارتھ غیر مستقل سے سوائے ایک ہزار روپیہ عطاء فرمودہ سال گذشتہ کے کبھی کسی مسلم معابد پر کچھ صرف نہیں ہوا۔ بلکہ یہ سب روپیہ مندروں اور دھرم شالاؤں کی تعمیر و مرمت پر خرچ ہوتا ہے۔ دھرم ارتھ کشادہ کا سری راجہ صاحب بہادر خود اپنے استعمال دان کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل شائع نہیں ہوتی۔

محکمہ کسٹم

محکمہ کسٹم کے متعلق بھی مختصر سی کیفیت پیش خدمت ہے۔ محالدار اور انسپکٹران کسٹم نے علاقہ میں اودھم مچا رکھا ہے۔ محال کسٹم پر تمیز زمین کی چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح نہایت ذلت سے تلاشی لی جاتی ہے بعد تلاشی اگر ملازمان محال کو بذریعہ نذرانہ خوش

کیا جائے۔ تو محصول دوگنا سے زیادہ چارج کیا جاتا ہے محصول کسٹم پہلے کی نسبت بادجہ دو چند کر دیا گیا ہے جو لوگ ڈھوکوں میں اپنے علاقہ کے اندر مال مویشی لے جاتے ہیں۔ ان سے ضمانت لی جاتی ہے۔ اور ستم یہ ہے کہ اگر کوئی مویشی تقدیراً ڈھوک میں مر جائے۔ تو واپسی پر مرنے کی شہادت گذارنے پر بھی ضمانت واپس نہیں دی جاتی۔ جب تک کہ مردہ مویشی کا سر اور چمڑا محالدار کو نہ دکھایا جائے پہلے تو اس محکمہ میں بعض مسلمان اہلکار نظر آ جایا کرتے تھے مگر اب مسلمان ملازمین کو نکالا جا رہا ہے۔ اور ان کی جگہ ہندوؤں اور سکھوں کو بھرتی کیا جا رہا ہے۔ اندازہ ہے کہ اگر یہی حالت رہی۔ تو بہت جلد یہ محکمہ بھی مسلمان ملازمین سے خالی ہو جائیگا۔ اسی محکمہ کا افسر اعلیٰ دھرم ارتھ فنڈ کا بھی انچارج ہے۔ جو مسلمان محتاجوں یتیموں اور بیواؤں کی درخواستوں کا نہایت حقارت آمیز الفاظ میں جواب دیتا ہے۔

موجودہ شورش کے اسباب و علل

روئداد مندرجہ بالا کے مطالعہ سے آپ ضرور حیران ہوئے ہونگے کہ آج تک اس سرزمین بے آئین کے ۹۶ فیصدی مسلمان کن کن مصائب سے دوچار ہوتے چلے آئے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ بوجہ قلت وقت اور مختلف قسم کی پابندیوں کے تمام امور پر کماحقہ روشنی نہیں ڈالی جا سکی بہت سی باتیں ایسی ہیں۔ جو تحریر سے رہ گئی ہیں۔ اور جن کے سننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور کوئی وحشی سے وحشی ملک بھی اس بیسویں صدی میں ایسے مظالم کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ مزید برآں پریس کی آزادی قطعی مفقود ہے۔ اور سٹیج پر آزادانہ تقریر کرنے کی کسی کو مجال نہیں جونہی لب کشائی کی جیل خانہ اور جلاوطنی کی سزائیں سر پر منڈلانا شروع ہو جاتی ہیں۔ حالات گذشتہ آپ پڑھ چکے۔ عہد حاضرہ کا نظم و نسق بھی گوش گذار ہو چکا ہے مستقبل کی خدا جانے یہی وہ مصائب و تکالیف ہیں جو عرصہ قریباً ایک سو سال سے یہاں کی مسلم آبادی کے واسطے سوہان روح بنی ہوئی ہیں۔ ہندوستان نصف صدی سے آزادی کی جدوجہد کر رہا ہے کشمیر میں بھی عرصہ ایک سال سے حقوق طلبی کی خاطر ہل چل مچی ہوئی ہے۔ اس لئے یہ یقینی امر تھا۔ کہ رعایائے پونچھ جس کے گردو نواح میں چاروں طرف حصول حقوق کا غلغلہ بلند ہے متاثر ہوئے بغیر رہ سکے چنانچہ ان کی مظالم سے نجات حاصل کرنے کی خاطر اس کے دل میں بھی امنگ پیدا ہوئی۔ کہ وہ بھی جدید اصلاحات جو جموں کشمیر میں نافذ العمل ہو نیوالی ہیں ان سے بہرہ اندوز کی جائے۔ مگر برادران وطن کو یہ کب گوارا تھا۔ کہ مسلمانوں سے وہ حیوانوں سے بدتر کام لے رہے ہیں۔ اور جن سے غلامانہ خدمات بلا معاوضہ حاصل کرتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ بھی انسانی حقوق حاصل کر سکیں۔ انہوں نے مسلمانان پونچھ کی عملی زندگی میں ذرا سی حرکت پیدا ہوتے دیکھ کر حسب دستور سابق ایک باقاعدہ منظم سازش کے تحت مسلمانوں کو حقوق طلبی سے محروم رکھنے کے لئے ایسی زبردست چال چلی کہ خدا کی پناہ۔ اول تو ساہوکاران علاقہ کو خفیہ طور پر ترغیب دی گئی کہ

تم لوگ اپنا مال و اسباب شہر پونچھ میں ہندوؤں کے ہاں لا کر محفوظ کر دو۔ اس کے بعد اسی سازشی پارٹی نے سری حضور راجہ صاحب بہادر کو مختلف قسم کی افواہیں سنا کر قلعہ میں چلے جانے پر مجبور کیا۔ ادھر علاقہ راجوری بھمبر کوٹلی کے تاثرات نے اور مرکزی حکومت کی کمزوری نے بعض بدمعاش و جرائم پیشہ اشخاص کے جو ہمیشہ ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ حوصلے بڑھا دیئے۔ اور انہوں نے ایک تحصیل کے دس بیس مختلف گاؤں میں جہاں ان کو ایک آدھ دوکان ملی۔ لوٹنے کا قصد کیا۔ دوکانیں تو پہلے ہی خالی ہو چکی تھیں۔ اس لئے وہ ڈاکو اور برافروختہ ہوئے۔ اور آگ لگانی شروع کر دی۔ مگر محض ایک ساہوکارہ اور زمیندارہ تصادم تھا۔ برادران وطن نے اس موقعہ سے اور بھی فائدہ اٹھایا۔ اور بقیہ ہندو رعایا جو صدیوں کی نسلاً بعد نسلاً اس علاقہ میں آباد تھی۔ اور جس سے کسی کو پرخاش نہ تھی۔ خوف و ہراس پیدا کرنے کے لئے شہر میں لا کر اکٹھی کر دی۔ ساتھ ہی باہر سے سکھوں کے مسلح جتھے شہر کی حفاظت کے بہانہ سے منگوائے۔ اور اگر راجہ صاحب اور وزیر صاحب کا تدبر رعایا کے شامل حال نہ ہوتا۔ تو اس سازشی پارٹی نے شہر کے غریب نہتے مسلمانوں کو ان سکھوں سے تہ تیغ کرا دیا ہوتا۔ ساتھ ہی مسلمانوں کی خوش قسمتی سے مسٹر جارڈین فنانس منسٹر جموں کشمیر ۵ فروری کو رات کے دس بجے پونچھ کا ایک دستہ جموں سے لیکر پہنچ گئے۔ جنہوں نے بچشم خود تمام شہر کے مسلمانوں کو نہتا۔ اور ہندو سکھوں کو بندوق پستول۔ تلوار۔ کرپان تبر۔ اور برچھوں سے مسلح دیکھ کر اظہار حیرت و استعجاب کیا۔ مسٹر موصوف یہاں قریباً دس دن مقیم رہے۔ اور مطالعہ حالات سے انہیں ثابت ہو گیا۔ کہ یہاں کے مسلمان واقعی ایک منظم سازش کا شکار ہوئے ہیں۔

سری حضور راجہ صاحب بہادر پونچھ سے التماس

اب راجہ صاحب بہادر سے مؤدبانہ التماس ہے۔ کہ فی الحال ملک میں امن و امان ہو گیا ہے۔ خدا کے لئے ہمارے حال پر رحم فرماتے ہوئے باہر سے آئے ہوئے سکھوں کو ایسے اور عادی سازشی لوگوں کو ملک سے نکال دیں جو امن کو تباہ برباد کرتے ہیں۔ مسلمان من حیث القوم آپ کے سچے وفادار اور جاں نثار ہیں۔ چند ڈاکوؤں کی ذمہ داری پورے چار لاکھ مسلمانوں پر عائد نہیں۔ ہم دل و جان سے متمنی ہیں۔ کہ چوروں اور ڈاکوؤں کو سزائیں دی جائیں۔ مگر ساتھ ہی فتنہ پرداز اور سازش کنندگان سے بھی علاقہ کو پاک کیا جائے ہمیں حضور کی ذات ستودہ صفات پر بھروسہ ہے۔ کہ آپ اصلاح ملک کی طرف جو قدم بھی اٹھائینگے۔ ہمارے لئے مفید ہوگا۔

گلینسی کمیشن

اس سلسلہ میں استدعا ہے کہ گلینسی کمیشن کی جن سفارشات کو گورنمنٹ ہند و مہاراجہ جموں کشمیر نے منظور کر لیا ہے ان کو لازمی طور پر لایا جائے۔ تاکہ جن اصلاحات کا جموں کشمیر میں نفاذ ہوگا ان کا پونچھ پر بھی اطلاق ہو۔ دوئم جموں کشمیر میں ذمہ دار اسمبلی کا قیام ہو جس میں پونچھ کے نمائندے بھی لئے جائیں۔ سوئم پونچھ میں بھی کونسل قائم کی جائے جس کا تعلق مرکزی حکومت سے اسی طرح ہو جس طرح آئندہ صوبوں کی کونسلوں کا مرکز سے ہوگا۔ دونوں مجالس میں نمائندگی بلحاظ تناسب آبادی ہو

چہارم۔ حسب دستور سابق ریزیڈنسی جموں و کشمیر کے ماتحت یہاں بھی پہر ایک سپیشل اسسٹنٹ ریزیڈنٹ کا قیام ضروری قرار دیا جائے۔

علاوہ ازیں مقامی طور پر مندرجہ ذیل معروضات بھی سرسری جو حسب پونچھ کی فوری توجہ کے قابل ہیں۔ (۱) رعیت کو مہذب رشوت خیروں سے نجات دلائی جائے (۲) زمانہ سلف کی طرح قابل۔ روشن خیال اور غیر متعصب افسروں کا تقرر بلحاظ تناسب آبادی عمل میں لایا جائے۔ (۳) ۷۹ فیصدی مسلم رعایا کے پرائمری مڈل اور انٹرنس پاس اصحاب کو مناسب ملازمتیں بلحاظ تناسب آبادی عطا فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی جائے۔ (۴) شعبہ تعلیم کو ترقی دے کر پرائمری مدارس میں توسیع فرمائی جائے۔ تحصیل مینڈھر میں مڈل سکول۔ اور خاص راجدھانی پونچھ میں لڑکیوں کا سرکاری گرلز سکول کھولا جائے۔ (۵) بیگار اور جابرانہ فساد جس کا اس وقت کسی مہذب ملک میں رواج نہیں۔ آپ کے ملک میں موجود ہونا ایک کلنک کا ٹیکہ ہے۔ اس کو بہت جلد دور فرمایا جائے۔ (۶) دھرمارتھ فنڈ سے ہندو مسلمانوں کی بلحاظ تناسب آبادی امداد فرمائی جائے۔ (۷) محکمہ جنگلات کے مظالم سے رعایا کو چھڑایا جائے۔ اور قواعد جنگلات میں ترمیم کی جائے۔ (۸) شکارگاہوں کی تعداد ضرورت سے زیادہ ہے۔ جو رعایا کے لئے از حد مصیبت کا موجب ہے اگر صرف دو کو شکار کے واسطے محفوظ رکھ کر بقیہ تمام کو آباد کر دیا جائے۔ تو نہ صرف رعایا ہی فاقہ کشی سے بچ سکتی ہے۔ بلکہ خزانہ سرکار میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔ (۹) محکمہ کسٹم کے ناروا سلوک سے رعایا کو بچایا جائے۔ اور شرح محصول کسٹم پر نظر ثانی کر کے کم کیا جائے۔ (۱۰) ٹریفک کی از حد تکالیف ہیں۔ بہتر ہوگا۔ اگر اور مصارف کو سر دست کم کر کے پہلے موٹر روڈ تیار کرائی جائے۔ اور اس سلسلہ میں رعیت سے بھی مناسب امداد حاصل کی جائے۔ (۱۱) حصول اجازت ڈپو کے سلسلہ میں آسانیاں بہم پہنچائی جائیں۔ (۱۲) ٹیکس نکاح خوانی دیا تو ہٹا دیا جائے۔ یا اس ٹیکس کی پس ماندہ آمدنی کسی اسلامی مصرف پر لگائی جائے (۱۳) پریس اور سٹیج کی تشکیل اور جائز آزادی ہونی لازمی ہے۔ (۱۴) ٹیکس مال مویشی یعنی ترنی کا صرف مسلمانوں پر عائد ہونا انتہائی ظلم ہے۔ یا تو یہ ٹیکس دونوں ہندو مسلمان قوموں پر لگایا جائے۔ یا مسلمانوں کو بھی اس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے (۱۵) اکادشی وغیرہ تیوہاروں پر مرغ اور بکرے کے گوشت کے استعمال میں مسلمانوں پر جو پابندیاں عاید ہیں۔ ہٹائی جائیں۔ کیونکہ مسلمان مذہباً اور اخلاقاً اس پابندی کے مستحق نہیں۔ (۱۶) دریائے پونچھ۔ بیتاڑ۔ ماہل متصل ہاڑی گہل۔ مینڈھر متصل ڈھرانہ پر پلوں کی تعمیر کی اشد ضرورت ہے۔ بہت سی قیمتی جانیں ہر سال تلف ہو جاتی ہیں۔ (۱۷) رقبہ جات مزروعہ سے متصل جموں و کشمیر رعایا کو درخت معنت کاٹنے کا حق حاصل ہونا لازمی ہے۔ (۱۸) ساہوکارہ بل جو رعایا کے واسطے ابر رحمت ہے۔ باوجود جناب کے حکم کے یہاں پورے طور پر نافذ العمل نہیں۔ ججوں کو پابند کیا جائے۔ کہ وہ سختی سے اس پر عمل پیرا ہوں۔ (۱۹) مسلمان وکلاء کی بہت کمی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے چیف جج صاحب کو توجہ دلائی جائے۔ (۲۰) مسلمان طلباء کو وظائف بلحاظ تناسب آبادی عطا فرمائے جانے چاہئیں۔ (۲۱) فتنہ پرداز اور متعصب اہلکاروں اور افسروں کو ملازمتوں سے علیحدہ کیا جائے۔ (۲۲) ضعیف العمر بوڑھے افسروں اور اہلکاروں کو جواب صرف خزانہ پر بوجھ کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ ریٹائر فرما کر نوجوان اسسٹنٹ گریجویٹ افسروں کو ان کی جگہ مقرر فرمایا جائے۔ (۲۳) بڑی بڑی تنخواہ والے افسروں کی تنخواہوں میں کمی کی جائے۔ (۲۴) محکمہ پبلک ورکس پر سخت گیری کی جائے۔ اس کے فضول علاوہ اخراجات کو کم کیا جائے۔ (۲۵) مختلف چھوٹے چھوٹے محکموں کو تمام متعلقہ بڑے محکموں میں مدغم کر کے خزانہ کے بوجھ کو ہلکا کیا جائے۔

حضور والا شان

آپ پر بخوبی روشن ہے۔ کہ زمانہ ہمیشہ یکساں نہیں رہتا آج دنیا کا چپہ چپہ انقلاب کی رو میں بہہ رہا ہے۔ ملک کے امن و امان کو ہمیشہ بحال دیکھنے کی تمنا۔ رعایائے پونچھ کے فلاح و بہبود کی آرزو اور حضور کی فرمانبرداری کو نیک نیتی سے مدنظر رکھتے ہوئے بڑی عرق ریزی اور دماغ سوزی سے یہ مختصر سا تبصرہ پیش حضور ہے۔ حاشا و کلا۔ اس کی تیاری میں کسی کی ذات پر مطلق حملہ کرنا مقصود و مطلوب نہیں۔ امید ہے۔ کہ اس داستان مظلومیت کا ایک ایک حرف دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ اور امن و امان کو بحال و قائم رکھنے کے سلسلہ میں گلینسی کمیشن اور حضور سے پوری پوری توقعات ہیں۔ کہ نہایت گہری ہمدردی سے مکمل غور و خوض فرمایا جائے گا۔ اگر ان تجاویز پر عمل درآمد ہو گیا۔ تو یقین ہے کہ یہاں کی چار لاکھ بے زبان رعایا فارغ البال مہذب اور آپ کا ملک سرسبز و شاداب ہو کر افق دنیا پر چمکے گا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم دعاگو رعایا

چشتی۔ متوطن پونچھ

اتحاد کمیٹی پونچھ کی حقیقت

پونچھ میں ہندو سبھا۔ سنگھ سبھا۔ آریہ سماج اور اسلامیہ انجمن کے اعلیٰ ممبروں پر مشتمل ایک اتحاد کمیٹی قائم کی گئی تھی۔ جس کی غرض ریاست میں امن قائم کرنا تھا۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہندو اور سکھ ممبروں نے قیام امن کی کوشش کرنے کی بجائے مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں میں جوش پیدا کرنے کی جد و جہد شروع کر دی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ہندو سبھا کی طرف سے ایک اشتہار شائع کر کے ہندوؤں کو ہڑتال کرنے کی تحریک کی گئی۔ اور ہڑتال کی وجہ یہ بتائی گئی۔ کہ کلکیالہ وغیرہ میں ہندوؤں پر مظالم کئے گئے۔ اور مندروں کی بے حرمتی کی گئی ہے۔

یہ اتحاد کمیٹی کے ہندو ممبروں کا تازہ کارنامہ ہے۔ جس کی ایک غرض تو مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کے نفرت اور غصہ کے جذبات میں اضافہ کرنا تھا۔ اور دوسری غرض یہ تھی۔ کہ دوکانیں بند کر کے مسلمانوں کو کھانے پینے کی اشیاء خریدنے سے محروم رکھیں۔ مگر خدا کے فضل سے اب شہر میں مسلمانوں کی ہر قسم کی کئی کئی دوکانیں کھل چکی ہیں۔ ہندو ایک دن نہیں ایک سال تک ہڑتال کر کے دیکھ لیں۔ کوئی مسلمان بھوکا نہیں مریگا۔

جو لوگ اس طرح مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو اشتعال دلانے کے سامان کر رہے ہوں۔ ان سے کس طرح توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ قیام امن کے لئے کچھ کر سکتے ہیں (نامہ نگار)

علاقہ میرپور کے مظلومین کی جہلم میں امداد

جہلم ۳ اپریل۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نمائندہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے آج صبح پیر مظلومین علاقہ میرپور کی تمام قیام گاہوں کا ملاحظہ فرمایا۔ اور ان کو تسلی دی منتظمین سے انتظامی امور کے متعلق گفت و شنید کی۔ جس کے سلسلہ میں صدر صاحب امدادی کمیٹی نے ایک خیمہ کے لئے درخواست کی اور انتظام صفائی کے ناتسلی بخش ہونے کی شکایت کی۔ شاہ صاحب موصوف نے اسی وقت پریزیڈنٹ صاحب میونسپل کمیٹی کے پاس رپورٹ کی۔ اور پریزیڈنٹ صاحب نے افسر صفائی کو فاکوب بامقرر رکھنے کا فوری حکم دیا۔ خیمہ کے متعلق شاہ صاحب نے وعدہ فرمایا۔ کہ جلد ہی انتظام کیا جائیگا۔ نامہ نگار جہلم

احباب مدرسہ احمدیہ میں اپنے بچے داخل کرائیں

مدرسہ احمدیہ کی ضرورت اور اس کا فائدہ احمدی جماعت کے قیام اور اس کی ترقی کے لئے ایسا بین ہے۔ کہ کسی سلیم الطبع دوست کو اس کے تسلیم کرنے میں عذر نہیں ہو سکتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ فرماتے ہیں

"اگر حضرت مسیح موعودؑ نے کوئی کام دنیا میں کیا ہے اور آپ کا وجود دنیا کے اسلام میں کسی قسم کا تغیر پیدا کرنے میں کامیاب ثابت ہوا ہے تو پھر مدرسہ احمدیہ یا ایسی ہی کسی درسگاہ کے بغیر چارہ نہیں"

اس مدرسہ میں داخل ہونے کے لئے معیار قابلیت مروجہ پرائمری کا امتحان ہے جس لڑکے نے چوتھی جماعت کا امتحان پاس کر لیا ہو۔ وہ اس میں داخل ہو سکتا ہے۔ جن بچوں نے اس سے کوئی اعلیٰ امتحان پاس کیا ہو۔ مثلاً ورنیکلر مڈل یا انٹرنس وہ بھی داخل ہونے کے لئے بھیجے جا سکتے ہیں۔ ان کے لئے ان کی قابلیت کے مطابق پڑھائی کا خاص انتظام کر دیا جاتا ہے۔

مدرسہ احمدیہ میں بعض ایسی خصوصیات ہیں۔ جو دوسرے مدارس میں نہیں پائی جاتیں۔ ان میں سے چند ایک احباب کی توجہ کے لئے ذیل میں حوالہ قلم کی جاتی ہیں۔

(۱) مدرسہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار اور حضور کے منشاء اور ارشاد کے ماتحت قائم کردہ ایک درسگاہ ہے۔

(۲) اس کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس فقرہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ

"مدرسہ تمہاری عملی جدوجہد کا نقطہ مرکزی ہے۔ اور صرف اس کی کامیابی پر اس امر کا فیصلہ منحصر ہے۔ کہ آئندہ سلسلے کی تبلیغ جاری رکھی جا سکے گی یا نہیں۔"

(۳) یہ مدرسہ جماعت کے ان اہم بالشان کاموں میں سے ایک ہے۔ کہ جن سے اس وقت زمانہ کے اہم انقلابات کا پتہ چل سکتا ہے۔ اور ان کے مفید نتائج سے استفادہ اور ان کے مضر نتائج کا دفعیہ ممکن ہے۔

(۴) مسلمانوں کا سب سے بڑا مقصد حفاظت و اشاعت اسلام ہے۔ صرف یہی مدرسہ اس مقصد کے حصول کا بہترین طریق بتاتا۔ اور اسلام کی خدمت کے لئے ایسے خدام تیار کرتا ہے۔ جو اس زمانہ کے کل ضروری ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ہر قسم کے حملوں کے دفعیہ کی قابلیت رکھتے ہوں۔

(۵) جس بات کو ہم دل سے درست اور صدق کے ساتھ حق سمجھتے ہیں۔ یہ مدرسہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ اس کو کس طرح اپنے ابنائے جنس کے روبرو تہذیب، اعتدال اور متانت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جو چیز ہمارے لئے مفید ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ وہ دوسروں کے لئے بھی مفید نہ ہو۔ اور اس کی بھی کوئی وجہ نہیں کہ اس کے فائدہ کا علم ہو جانے پر لوگ اس سے مستفید ہونے کے لئے شوق سے قدم نہ اٹھائیں۔

(۶) صرف یہی وہ مدرسہ ہے۔ جس میں علاوہ دینی اور مذہبی علوم کے تمام ان ظاہری علوم کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ جو دوسرے سکولوں میں پڑھائے جاتے ہیں۔ مثلاً قرآن کریم اور حدیث شریف کے علاوہ انگریزی، عربی، اردو، فارسی، حساب، جیومیٹری، جغرافیہ، سائنس، تاریخ، الجبرا وغیرہ کی تعلیم بھی دی جاتی ہے جس کا ادنیٰ فائدہ یہ ہے کہ اگر کوئی لڑکا کسی وقت سکول تبدیل کرنا چاہے۔ یا مدرسہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد کوئی امتحان یونیورسٹی کا دینا چاہے۔ تو نہایت آسانی سے وہ ایسا کر سکتا ہے۔ پس علاوہ مذہبی کتب کے مطالعہ کے یہ مذہب فطرت اور قانون قدرت کے مسائل کی طرف بھی یہ مدرسہ توجہ دیتا ہے۔

(۷) اس مدرسہ میں موجودہ فلسفہ الہیات کے ساتھ علم کلام و مناظرہ بھی سکھایا جاتا ہے۔

(۸) وحدانیت، رسالت، معاشرت، اخلاق اور تہذیب وغیرہ کے ہر قسم کے مسائل بھی یہ مدرسہ پورے طور پر سمجھاتا ہے اور ان مسائل کو آسان اور شستہ الفاظ میں دوسروں کو سمجھانے کی مشق طلباء سے کراتا ہے۔

(۹) طریقہ تعلیم ایسا اچھا اور سٹاف سے ایسا کام لیا جاتا ہے کہ غبی سے غبی اور کمزور سے کمزور طلباء بھی اس مدرسہ میں آ کر نسبتاً بہت فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(۱۰) صرف یہی وہ مدرسہ ہے۔ جو پنجاب یونیورسٹی کی مولوی فاضل کلاس میں شمولیت کے لئے ایک سیڑھی کا کام دیتا اور اسی طرح پر گویا علاوہ عربی کے اعلیٰ امتحان کے انگریزی کے تمام اعلیٰ امتحانات مثلاً بی۔ اے اور ایم۔ اے پاس کرنے کے لئے بھی ایک نہایت ہی سہل الحصول اور قریب ترین راستہ پیش کرتا ہے۔

(۱۱) مدرسہ ہذا کے فارغ التحصیل طلباء مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے پر نہ صرف دینی خدمات کے قابل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ وہ سرکاری مدارس میں بھی (اگر وہ چاہیں تو) معزز ملازمتیں حاصل کر سکتے ہیں۔

(۱۲) ان تمام خوبیوں کے علاوہ ایک بڑی بات یہ بھی ہے کہ اس مدرسہ میں کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ اور اس زمانہ میں جبکہ روپیہ بڑی مشقت سے دستیاب ہوتا ہے۔ اور مالی مشکلات عام طور پر ہر شعبہ زندگی میں پائی جاتی ہیں۔ مفت تعلیم ایک غنیمت ہے۔

غرض ایسے مدرسہ میں جس کی ضرورت اور فائدہ میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گویا خود قائم فرمایا۔ اور جس کی ضرورت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نہایت پرزور الفاظ میں بیان فرما چکے ہیں۔ اس میں کسی دوست کا اپنے بچوں کو حصول تعلیم کے لئے بھیجنے میں تامل فرمانا نہایت حیرت انگیز و تعجب خیز ہو گا۔

لہذا مجھے یقین ہے کہ یہ معلوم ہو جانے پر کہ مدرسہ کیا کر رہا ہے۔ اور کس طرح ہر قسم کی خدمات سرانجام دینے میں مصروف ہے۔ آپ کے پاک دل میں ضرور یہ خواہش پیدا ہو گی کہ جہاں تک ہو سکے جلد سے جلد اپنے لخت جگر کو یہاں بھجوائیں۔ تعطیلات کے بعد مدرسہ ۱۱۔ اپریل ۱۹۳۲ء کو کھلے گا۔ اور اسی تاریخ سے مدرسہ میں داخلہ شروع ہو جائے گا۔

خاکسار۔ عبدالرحمٰن مصری بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

چودہری عبداللہ خانصاحب مرحوم

چوہدری عبداللہ خان صاحب مرحوم سکنہ کھاریاں ضلع گجرات پیدائشی احمدی تھا۔ عمر کی ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاص میں ترقی کرتا گیا۔ یہاں تک کہ احمدیت کا عاشق صادق بن گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہر ایک ارشاد اور تحریک چندہ کی بڑھ چڑھ کر تعمیل کیا کرتا۔ نماز کا پابند تھا۔ بیماری کے ایام میں بھی باقاعدہ نماز پڑھتا رہا۔ جس دن وفات پائی اس دن پہلے نماز صبح ادا کی اور قریباً دو گھنٹہ بعد وفات پائی۔

مرحوم کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ فرصت کے وقت باہر دیہاتیوں میں چلا جاتا اور تبلیغ کا حق ادا کیا کرتا۔ مرحوم کو عرصہ سے وصیت کرنے کی خواہش تھی۔ مگر چونکہ زمین وغیرہ جائداد مشترکہ تھی۔ اس لئے وصیت کرنے میں مشکلات تھیں۔ آخر دونوں بھائیوں نے دسمبر ۱۹۳۱ء میں وصیت کی۔ مرحوم کو سل کی بیماری ہو گئی۔ دوران بیماری میں مرحوم مجھے بار بار ایسی تاکید کرتا تھا۔ میرا جنازہ ضرور قادیان میں پہنچائیں ضرور ساتھ جائیں۔ اور جس طرح ہو سکے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے میرا جنازہ پڑھانے کی کوشش کریں۔

سو مرحوم ۲۸ جنوری ۱۹۳۲ء بروز جمعرات بعد نماز صبح ۳۲ سال کی عمر میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے بھائی چوہدری فضل الٰہی صاحب کو مرحوم کی وصیت کے مطابق اس بات کی تڑپ تھی۔ کہ جس طرح ہو سکے لاش قادیان پہنچائی جائے۔ آخر چھ سو کے قریب روپیہ لے کر

مختلف مقامات کے جلسے اور مناظرے

گولیکی میں غیر احمدی مولوی کا مناظرہ سے فرار

گولیکی ضلع گجرات میں غیر احمدیوں نے احمدیوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ لیکن ۱۹ مارچ کو جب ہمارے مبلغ وہاں پہنچے۔ تو غیر احمدی مولوی اپنے ہم خیال لوگوں کو دھوکہ دیکر چلا گیا۔ لوگوں نے اس کی بہت تلاش کی۔ مگر نہ ملا۔ آخر جلسہ کر کے اعتراضات کے جوابات مولوی محمد نذیر صاحب ملتانی نے دیئے۔ پھر بیس مارچ کو بھی جلسہ ہوا۔ جس میں مسئلہ ختم نبوت اور صداقت مسیح موعود پر مولوی صاحب نے دو لیکچر دیئے۔

روپڑ ضلع انبالہ میں مناظرہ

مکرم مولوی عبدالحمید خان صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ روپڑ اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۰، ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء روپڑ ضلع انبالہ میں غیر احمدیوں اور احمدیوں کے درمیان مناظرہ ہوا۔ چونکہ اس مناظرہ کی شہرت بہت ہو چکی تھی۔ اس لئے اردگرد کے اضلاع لدھیانہ انبالہ اور ریاست پٹیالہ سے چار ہزار کی تعداد میں سامعین جمع ہو گئے۔ اردگرد کے احمدی احباب بھی ساڑھے چار سو کے قریب آ گئے پہلا مناظرہ وفات مسیح ناصری پر اور دوسرا مناظرہ صداقت مسیح موعود پر ہوا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور مولوی احمد الدین صاحب مناظر تھے احمدی جماعت کی طرف سے مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل۔ اور ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔ اے۔ گجراتی تھے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے مناظرہ بہت کامیاب ہوا۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی صرف ایک دن مناظرہ کر کے چلے گئے اور مولوی احمد الدین صاحب بھی احمدی مناظر کے زبردست دلائل کی جو صداقت مسیح موعود پر تھے۔ تردید نہ کر سکا۔ ایک شخص نے اسی وقت بیعت کا اعلان کیا۔

بعض غیر احمدی معززین نے خواہش کی ہے۔ کہ ایک احمدی مبلغ کچھ عرصہ کے لئے روپڑ مقرر کیا جائے۔ تاکہ ہم پوری معلومات حاصل کر سکیں۔ چنانچہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے مولوی محمد حسین صاحب بھجوائے گئے ہیں۔

جماعت احمدیہ کاٹھ گڑھ اور انبالہ چھاؤنی کے تمام عہدیداران جنہوں نے اس مناظرہ کی کامیابی کے لئے پرزور جد و جہد کی ہے۔ ان اصحاب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں جلسہ

۲۳، ۲۴ مارچ ۱۹۳۲ء پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں تبلیغی جلسہ ہوا۔ مولوی عبدالغفور صاحب۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری اور حافظ محمد عمر صاحب نے وفات مسیح صداقت مسیح موعود اور صداقت اسلام پر ۹ لیکچر دیئے۔ سامعین کی تعداد ۸۰۰ کے قریب ہوتی رہی۔ جو ہر مذہب کے لوگ تھے۔ اختتام جلسہ پر دو افراد داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ میاں محمد احمد صاحب نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے بہت جد و جہد کی۔ ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

کالا گجراں ضلع جہلم میں جلسہ

جماعت احمدیہ کالا گجراں کا ۲۰۔۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء تبلیغی جلسہ ہوا۔ مولوی ظفر محمد صاحب اور مولوی عبدالغفور صاحب نیز ماسٹر محمد اسلم صاحب نے وفات مسیح۔ صداقت اسلام۔ اتحاد بین المسلمین صداقت مسیح موعود پر پانچ ساڑھے پانچ گھنٹے جماعت احمدیہ اور ختم نبوت پر دلچسپ اور عام فہم پیرایہ میں لیکچر دیئے۔ حکم الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ کالا گجراں۔ اور دوسرے احباب جماعت کی سعی قابل شکریہ ہے۔

سید دریا خان صوبہ سندھ میں کامیاب مناظرہ

مکرمی بابو محمد حسین خان صاحب سیکرٹری تبلیغ انصار اللہ سکھر سے حسب ذیل اطلاع دیتے ہیں

۲۶، ۲۷ مارچ ۱۹۳۲ء کو سید دریا خان متصل کمال ڈیرہ صوبہ سندھ میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان ایک مناظرہ ہوا۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب کولوتارڑ گوجرانوالہ مناظر تھے۔ اور احمدیوں کی طرف سے شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل۔ پہلا مناظرہ وفات مسیح پر لگاتار تین گھنٹہ ہوا۔ احمدی مناظر نے قرآن مجید اور احادیث اور اقوال بزرگان سے زبردست دلائل دیئے۔ دوسرا مناظرہ صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوا۔ احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل مناظر تھے۔ مولوی صاحب نے خوبی اور عمدگی سے مناظرہ کیا۔

مناظرہ کے بعد ایک شخص داخل سلسلہ احمدیہ ہوا۔ نیز کمال ڈیرہ کے رئیس اللہ وسایا سرائی صاحب اور ایک اور معزز دوست نے قادیان آ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ ماسٹر محمد پریل صاحب نے تمام احمدی مہمانوں کو ہر طرح کا آرام پہنچایا۔ اور رئیس علاقہ نے امن قائم رکھا۔ میں ہر دو اصحاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ سلسلہ احمدیہ قادیان)

احمدیان ضلع ملتان کی تبلیغی کانفرنس

گزشتہ ماہ میں یہ کانفرنس ملتان میں منعقد ہوئی جس کی روئداد حسب ذیل ہے (۱) شیخ فضل الرحمٰن صاحب نائب مہتمم تبلیغ (۲) سید محمود احمد شاہ صاحب انسپکٹر تحصیل خانیوال (۳) شیخ محمد علی صاحب انسپکٹر تحصیل شجاع آباد (۴) خواجہ عبدالرحمٰن صاحب انسپکٹر تحصیل ملتان (۵) میاں عبدالخالق صاحب سیکرٹری تبلیغ قائم مقام انسپکٹر تحصیل لودھراں (۶) چودھری فتح محمد صاحب سیکرٹری حسن پور قائم مقام انسپکٹر تبلیغ تحصیل کبیروالا۔ اور ان کے علاوہ بہت سے احباب ملتان بھی شریک ہوئے۔

قرار پایا۔ کہ ماہواری تبلیغی ٹریکٹ ملتان سے شائع کئے جائیں اور بعد رسیدی انسپکٹران تبلیغ کو بھیجے جایا کریں۔ جو علاوہ عام تقسیم کے اپنی تحصیل کے سو غیر احمدی معززین کی فہرست تیار کرنے کے بعد ماہوار ہر ایک شخص کو یہ ٹریکٹ متواتر بھیجا کریں (ب) ہر ماہ ایک ہزار ٹریکٹ شائع کیا جائے (ج) نیز ایک روپیہ ماہوار ہر انسپکٹر تحصیل ٹریکٹ فنڈ میں ارسال کیا کرے اس کے علاوہ جو انسپکٹران تبلیغ زیادہ تعداد لینا چاہیں بعد اطلاع دیگر زیادہ ٹریکٹ لے سکتے ہیں

(۲) قرار پایا ہر اس بستی میں جہاں احمدی رہتے ہیں جلسہ کیا جائے (الف) اس کے لئے مرکز سے دو مبلغ دو ماہ کے لئے حاصل کئے جائیں ان کی مرکز سے منظوری آنے پر تمام تحصیلوں میں دو ماہ کو تقسیم کر کے ہر جگہ جلسوں کی تاریخوں کا اعلان کیا جائے۔ اور انسپکٹر صاحبان تبلیغ ان جلسوں کے کرانے کے ذمہ دار ہوں گے۔ (ب) ہر تحصیل والے انصار اللہ کے وفد کو لیکر کم از کم اس سال میں ایسی بیس بستیوں میں تبلیغ کریں۔ اور تبلیغ بھی ایسی کہ اس بستی کے ہر فرد کو احمدیت کا پیغام پہنچ جائے (۲) پارٹی انصار اللہ کی ایک ایسا جھنڈا اپنے ساتھ لے جایا کرے۔ جو اشتہار کا کام دے

(۳) ہر احمدی اپنے درجہ کے کم از کم ایک شخص کو تبلیغ کرے جس کا ذکر سیکرٹری تبلیغ کو اپنی رپورٹ میں کرنا ہوگا۔

(۴) رپورٹیں سیکرٹری تبلیغ کی طرف سے ہر ماہ کی پانچ تاریخ انسپکٹر تبلیغ کو پہنچ جایا کریں۔ اور انسپکٹر تبلیغ نائب مہتمم تک دس تاریخ تک پہنچا دیا کریں (۵) آٹھ آنے ماہوار خرچ ڈاک دفتر نائب مہتمم تبلیغ کے لئے انسپکٹر صاحبان ارسال کیا کریں

(۶) خاص ملتان میں ایک عظیم الشان جلسہ کیا جائے۔ اور انسپکٹران تبلیغ اپنی تحصیل میں تحریک کر کے بتائیں۔ کہ ان کی تحصیل اس جلسہ میں کس قدر چندہ دے سکتی ہے۔

(۷) ناظر دعوت و تبلیغ کی خدمت میں درخواست کی جائے۔ کہ تبلیغی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

احرار کے مسموم تاثرات سے بچنے کی ضرورت

معزز معاصر سیاست ۵ / اپریل لکھتا ہے:۔

اسلامیان ہند کے حالیہ سیاسی اضطراب میں کئی ایک شکم پرور ملت فروش افراد نے جن کو کانگریس کے دامن سے وابستہ ہو کر کل جلم کی لذتوں کا چسکا دامن گیر تھا۔ اور اب انہیں اس دشمن اسلام جماعت کی ذلہ ربائی کا بھی موقعہ نہ رہا تھا۔ مگر ایک جماعت جمعیت احرار کے نام سے بنائی۔ اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کیلئے رضاکار طلب کئے گئے سر فروشان اسلام جوق در جوق آئے۔ لیکن بانیوں کی جماعت نے جو دراصل جماعت احرار نہیں۔ بلکہ جماعت اشرار ہے۔ ان کو دہو کہ دیکر محض اپنے دوزخ کا ایندھن فراہم کرنے کے لئے ہر ترتیب بے محل ہنگامہ آرائی پر ابھارا اور مسلمانوں سے "جہاد حریت" کے لئے دھڑا دھڑ روپیہ وصول کیا۔ مسلم پورہ کالج کے معاملہ میں ان فتنہ زام دوہان کانگریس نے مسلمانوں کے مفاد کا خون کر دیا۔ مظلومین کشمیر کے نام سے ان کور باطنوں نے مسلمانوں سے سات لاکھ روپیہ ہتیا لیا۔ بے سود مجھے بھیج کر اسلامیان کشمیر اور مسلم رضاکاروں کو مبتلائے آلام و مصائب بے اندازہ کیا۔ مظلومین خطہ کو حبہ بھر بھی مدد نہ دی۔ اور اپنی نام نہاد جہاد حریت کشمیر میں لعنہ ذلت و رسوائی ناکام رہے۔ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ یہ لوگ اب بھی اپنی زبوں کاری اور زر پرستی سے باز آتے لیکن ہوس زر نے ان لوگوں کے دیدہ شرم و حیا کو چند حیا دیا ہے وہ نہیں دیکھ سکتے۔ کہ ان کی ذلت و رسوائی مشہور عام ہوتی چلی جا رہی ہے۔ انہیں اب بھی حرام کا چسکا فریب کاری پر ابھار رہا ہے۔ چنانچہ اس وقت انہوں نے کانگریس کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے اس کے پروگرام کی تکمیل کی کوشش کا آغاز کیا۔ لیکن اس میں سخت ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ بکھیڑا نہ چل سکا۔ پھر اسی جماعت نے کانگریس کو خوشحال کرنے کے لئے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس منعقدہ لاہور میں محفل کو درہم برہم کرنا چاہا۔ معزز مہمانوں کو ذلیل کرنے کی کوشش کی۔ اور اسلامیان لاہور کو جو بحیثیت میزبان تھے اپنی طاغوتی حرکات سے رسوا کیا۔ جس پر بالآخر پٹ کر بھاگ گئے۔ آج کل اسی جماعت نے کانگریس کی ایک اور زر خرید نام نہاد مسلم جماعت شبان المسلمین سے اتحاد عمل کیا ہے۔ مسلمانوں کو بڑی جدوجہد و کوشش سے بہکا رہے ہیں۔ اور سر کردگان اشرار غریبوں سے چندہ وصول کر کے اڑھائی سو روپیہ ماہوار بطور "قتل" وظیفے کر عیش اڑا رہے ہیں۔ یہ ہے مسلمانوں کی خدمت اور اس خود ساختہ جمعیت "احرار" کی کرتوت۔ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اس طاعون کے جو اسلامیان ہند کے جسد قومی میں نمودار ہو چکی ہے۔ مسموم تاثرات سے بچیں اور اس کے ہلاکت آفرین جراثیم کو فنا کرنے کے لئے انتہائی کوشش عمل میں لائیں۔ تاکہ باعزت حیات قومی ممکن ہو سکے۔

قدرت کو منظور تھا۔ کہ واقعات کی روشنی میں ان افراد "احرار" کی زبوں کاری اور ہوس پرستی کا پردہ چاک کرے چنانچہ اس وقت مسلم مظلومین کشمیر ناقابل برداشت قانونی تشدد کے باعث برطانی علاقہ میں گروہ در گروہ ہجرت کر کے آ رہے ہیں۔ دنیا بھر کی بے انتہا مفلس اور مقہور ترین قوم کا جن کا برائے نام متاع زندگی بہت کچھ تو نائرہ فساد نے اور رہا سہا ہنود ریاست و ہندو کار پردازان حکومت کی آتش انتقام نے جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہو۔ ان پر وحشیانہ تشدد ہو چکا ہو۔ اور اب انہیں قانونی طریق پر فنا کیا جا رہا ہو کا حسرت و حرماں نصیبی کی مجسم تصویر بنے ہوئے وارد ہونا مسلمانوں کے کلیجے شق کر رہا ہے۔ اس وقت خانماں بربادان علاقہ میر پور تین چار ہزار کی تعداد میں وارد جہلم ہیں۔ اس وقت ہر کلمہ گو کا فرض ہے۔ کہ نہ صرف گرفتاران بلا کی مدد کرے بلکہ کوشش کرے۔ کہ ہزاروں کی تعداد اندرون کشمیر میں جو اسلامیان خطہ ایسی ہی حشر آسا مصائب کا شکار ہیں۔ مالی قانونی اور دیگر ہر قسم کی مدد کا مستقل انتظام فی الفور ہو جائے۔ اور بالخصوص ان جماعتوں یا افراد کو جو اسلامیان خطہ کے نام سے زر خطیر وصول کر چکے ہیں۔ انہیں روپیہ بھیجنے میں لمحہ بھر توقف نہیں ہونا چاہئے تھا۔ مقام مسرت ہے۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی اپنا فرض پورا کر رہی ہے لیکن جہاد حریت کشمیر کے بقول اپنے "واحد علمبردار" جن کو ہندوستان بھر کے مسلمانوں کو صد بہا بے اندازہ میں گرفتار کرانا اور اسلامیان کشمیر کی ناقابل برداشت مصائب کو بیچ و خریدنا محض دون ترین ذاتی اغراض کی خاطر تھا۔ اس وقت جو کچھ ان کے قعر خیانت میں غرق ہونے سے بچا ہوا ہے بیشک علیحدہ ہو گئے۔ اور اب وہ کانگریس کے پروگرام کی تکمیل سے مسلمانان کشمیر کو رفتہ رفتہ اس ہلاکت سے نجات دلائیں گے جس میں ان کا اسی طرح پھنسے رہنا ان کے من حیث القوم فنا ہو جانے پر منتج ہو گا۔ اس وقت واقعات نے حقیقت کی روشنی میں ان کا تاریک چہرہ جسے قومیت کی ملمع نقاب سے چھپائے پھرتے تھے صاف دکھا دیا۔ اس لئے ہم بلا کسی پس و پیش معروض خدمت ہیں۔ کہ اگر مسلمان چاہتے ہیں۔ کہ ان کی تحریکات کامیاب ہوں۔ ان میں یکجہتی اور یگانہ کاری پیدا ہو۔ اور ان کی قومی طاقت کو اغیار محسوس کریں۔ تو وقت ہے۔ کہ کوشش کریں۔ اور ان مردم فریب تاریک فطرت زرق پوشوں کا قلع قمع کریں۔ نہ صرف ان کا بلکہ ان تمام کا جو عین اس وقت جس وقت کہ کامل قومی اتحاد کی سخت ضرورت ہے۔ اپنی علیحدہ روش کے باعث انشقاق ملت ہوئے۔ تاکہ رائے عامہ کی ایسی فضا پیدا ہو۔ کہ عاقبت نا اندیش ملت فروش کے لئے آئندہ ہر قسم شیاطینی حرکات کا ارتکاب ناممکن ہو جائے۔ اب وقت ہے۔ کہ جو کچھ بھی کیا جائے جمہور اسلام کی اصلاح و مشورہ سے۔ اب یہ نہیں ہونا چاہئے۔ کہ کسی جماعت کے بلند بانگ دعاوی اور محابانہ طریق کار سے متاثر ہو کر کوئی راہ عمل اختیار کی جائے۔ زمانہ بہت ترقی کر چکا۔ سیاسیات ہندوستان اس طرح خلط ملط اور پیچیدہ ہو چکیں۔ کہ کرتے دھرتے نہیں بن پڑتی۔ اتحاد و یگانگت جیسی اور تقسیم عمل کشادہ سنددرضا سندی جمہور واحد طریق ترقی ہے۔ آج اگر مقابلتاً ہندوؤں کا طرز عمل دیکھا جائے۔ تو ہر باحیا مسلمان عرق خجالت میں سر سے لیکر پیر تک غرق ہو جائیگا۔ اور واقعات کو چھوڑ کر اسی سلسلہ میں ان کا شاندار رویہ ملاحظہ ہو۔ نام نہاد ہندو مظلومین کشمیر میں سینکڑوں روپیہ اور ہزاروں کا سامان تقسیم ہو چکا۔ قضیہ کشمیر میں کسی ہندو نے اختلاف نہیں کیا۔ ان کے لئے دھڑا دھڑ چندہ اور روپیہ دونوں ہو رہے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ مجلس انتظامیہ احرار سے اگر ایسی کوئی باقاعدہ مجلس ہے حساب طلب کریں۔ جو کچھ ان کے پاس ہو۔ مظلومین کشمیر کو بھجوائیں۔ نیز یہ بھی دیکھیں۔ اتنا کچھ کر چکنے کے بعد نتیجہ کیا ہوا۔ مظلومین کشمیر کے کس دکھ میں ان کی سرگرمی سے ذرہ بھر بھی کمی ہوئی۔ ان کو قبل از وقت مسلمانوں کے برگزیدہ طبقہ نے کیا۔ بڑے لیڈروں نے اس جارحانہ رویہ سے باز نہیں رکھا۔ کیا یہ رویہ بہت بری طرح ناکام ہو کر ملت اسلامیہ کی رسوائی کا باعث نہیں ہوا۔ اور کیا اب ان کے لئے ممکن ہے۔ کہ اسی رویہ پر پھر گامزن ہو سکیں۔ ہمیں امید کامل ہے۔ کہ مسلمان ہماری بجا اور بے انتہا اہم معروضات پر توجہ مبذول کر کے اس مہلک مرض کا بالضرور علاج کریں گے۔

جماعت احمدیہ اور تبلیغ اسلام

معاصر "ہمارا" ۵ / اپریل راولپنڈی مسلمانوں کی مذہب سے غفلت اور علماء کی حفاظت و اشاعت اسلام کے متعلق نااہلیت اور عدم توجہ کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:۔ "ہم میں سے کوئی فرقہ نہیں ہے جو تبلیغ اسلام میں صلحاء سلف کا نمونہ بن کر دکھا سکے۔ احمدی جن سے دوسرے فرقوں کو سخت عناد ہے۔ ہم سے اس معاملہ میں کئی درجے اچھے ہیں۔ آپ دیکھینگے۔ کہ ہر ایک لمحہ کی خاصہ مبلغ ہوتا ہے۔ جو احمدیت اور اسلام دونوں کے خلاف اعتراضات کی تردید کے لئے تیار رہتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ چونکہ ان کے دو گروہ ہو چکے ہیں۔ ان کا تبلیغ اسلام کا کام مسدود ہو جاتا۔ یا باہمی تصادم سے ان کے نظام تبلیغ الاسلام میں ابتری پھیل جاتی اور اس طرح یہ سلسلہ خود بخود نابود ہو جاتا۔ مگر معاملہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

یہ امر طے ہوگیا ہے کہ انڈین نیشنل کانگرس کا سالانہ اجلاس اواخر اپریل میں پنڈت مالوی کے زیر صدارت دہلی میں منعقد ہوگا۔ پنڈت جی نے ایک اعلان میں لکھا ہے کہ اگرچہ مجھے کانگرس کے بعض فیصلوں سے اختلاف رائے رہا ہے۔ تاہم میں ملک کی خدمات کے خیال سے اس ذمہ داری کو اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔

قضیہ ہندو سکھ کے تصفیہ کے لئے پنڈت مالوی نے اکالی دل کے نمائندوں کو دہلی بلایا تھا۔ جو امرتسر واپس آگئے ہیں۔ فیصلہ کی تمام مساعی ناکام رہی ہیں۔ اکالی دل اب اس سلسلہ میں کوئی مؤثر قدم اٹھانا چاہتا ہے چنانچہ اس کی طرف سے سکھوں کی مختلف انجمنوں کے نمائندوں نیز سکھ ممبران اسمبلی کو دعوت دی گئی ہے۔ کہ ۱۶ اپریل کو مزید مشورہ کے لئے امرتسر آئیں۔ اکالی دل کا منشا و ہے کہ ہندوؤں کا بائیکاٹ کیا جائے۔ پنجاب کونسل کے سکھ ممبر ہندو ممبران اور ہندو وزیر سے تعاون نہ کریں نیز پنجاب کے دیہات اور قصبات میں سکھ ہندو دوکانداروں اور ساہوکاروں کا بائیکاٹ کریں۔

لالہ گوکل چند نارنگ وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ نے مسٹر ٹنڈن آئی۔ سی۔ ایس کو لاہور میونسپلٹی کا ایگزیکٹو افسر مقرر کیا تھا اور میاں امین الدین کو امرتسر کا لیکن دونوں نے سرکاری ملازمت چھوڑ کر اس جھگڑے میں پڑنے سے انکار کر دیا ہے۔ اسی وجہ سے وزیر موصوف نے لاہور میونسپلٹی کو خود ہی ایگزیکٹو افسر کے انتخاب کا ایک اور موقع دیا ہے

۵ اپریل کو فرنچائز کمیٹی نے لاہور میں اپنا کام ختم کر دیا۔ اور شام کو پٹیالہ چلی گئی۔ جہاں ۹ اپریل تک کام کرے گی اور اس کے بعد شملہ جائیگی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ۲۳ کو انگلستان روانہ ہو جائیگی۔

پچھلے دنوں دہلی کے معززین کی طرف سے مہاراجہ کشمیر کو جو دعوت دی گئی تھی اس کے داعیان میں مسلم زعماء کے نام بھی تھے۔ اب خواجہ حسن نظامی صاحب۔ حکیم جمیل خانصاحب ملا واحدی صاحب اور حافظ محمد صدیق صاحب وغیرہ نے اعلان کیا ہے کہ ان کے نام خواہ مخواہ درج کر دئیے گئے ہیں۔ بلکہ بعض کے نام تو ان کے انکار کے باوجود لکھ دئیے گئے۔

بمبئی سے ۵ اپریل کی خبر ہے کہ علاقہ بورسد کے تیرہ کسانوں کی اراضیات حکومت نے عدم ادائیگی لگان کی بنا پر ضبط کرلی ہیں

فرنچائز کمیٹی کے رکن مسٹر لیز نے جو پارلیمنٹ کی لیبر پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۵ اپریل کو ریلوے ورکشاپ مغلپورہ کے پندرہ ہزار مزدوروں کے سامنے تقریر کی۔ جس میں کہا۔ کہ وہ وقت دور نہیں۔ جب ہندوستان میں مزدوروں کی حکومت ہوگی آپ کو چاہئیے کہ ٹریڈ یونین لائن پر اپنے آپ کو منظم کریں۔ میں پارلیمنٹ میں آپ لوگوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے سر توڑ کوشش کروں گا۔ اس کے بعد آپ نے مزدوروں کا فوٹو لیا۔ تا برطانیہ کے مزدوروں کو دکھا سکیں۔

پشاور سے ۵ اپریل کی خبر ہے کہ اضلاع ہزارہ اور ڈیرہ اسماعیل خاں سے سرحدی جرائم کے قوانین کو عارضی طور پر واپس لے لیا گیا ہے۔

پشاور سے ۴ اپریل کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ چونکہ افواہیں پھیل رہی تھیں۔ کہ بعض امیدواران انتخابات کی سرکاری طور پر امداد کی جارہی ہے اس لئے چیف کمشنر نے تمام سرکاری حکام کو ہدایت کی ہے کہ اس قسم کی تمام سرگرمیوں سے احتراز کریں حتی کہ جو سرکاری افسر رخصت پر تھے۔ انہیں واپس بلا لیا گیا ہے اور انتخابات ختم ہونے سے قبل کسی افسر کو رخصت نہ دی جائیگی

۴ اپریل کو لکھنؤ پولیس نے ایک مکان پر چھاپہ مارا جس میں بدمعاش چوری کی واردات کے لئے جمع ہو رہے تھے۔ پولیس کے پہونچتے ہی انہوں نے فائر شروع کر دئے۔ پولیس نے بھی گولی چلائی۔ لیکن کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔ دو بدمعاش پکڑے گئے۔ باقی فرار ہو گئے۔

ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب لاہوری جو عنقریب پنشن پر ملازمت سے ریٹائر ہونے والے ہیں نے راولپنڈی سے تیرہ میل مری روڈ پر ایک پر فضا جگہ خرید کر مریضان دق وسل کے لئے ایک سینی ٹوریم تعمیر کیا ہے۔ جس میں داخلہ کے لئے تفصیلات سپرنٹنڈنٹ صاحب نیشنل سینی ٹوریم۔ سانی۔ کوہ مری سے حاصل کی جاسکتی ہیں

لندن کی ایک خبر ہے۔ کہ قدامت پسند پارٹی سے تعلق رکھنے والے ایک قابل ترین ممبر پارلیمنٹ نے ۴ اپریل کو اپنے مکان پر بندوق سے خودکشی کر لی۔ ان کے والد کا بیان ہے کہ متوفی سیاسی قانونی اور ادبی سرگرمیوں کے باعث کچھ عرصہ سے بے خوابی کے عارضہ میں مبتلا تھا۔ اور یہی اس کی خودکشی کا باعث ہے۔

یروشلم سے ۴ اپریل کی خبر ہے کہ یہودیوں اور عربوں میں پھر چپقلش رونما ہونے کا امکان ہے۔ دونوں طرف سے وحشیانہ جرائم سرزد ہو رہے ہیں۔ ایک یہودی اور ایک عرب کی نعشیں دستیاب ہوئی ہیں۔

پشاور سے ۵ اپریل کی خبر ہے کہ ایک مسلمان انسپکٹر مدارس کی لاش سرحد ریلوے لائن کے قریب پڑی ہوئی ملی۔ جو تین دن سے لاپتہ تھے۔ موت کا باعث تاحال پردۂ راز میں ہے۔

خان عبدالغفار خاں کا مکان جلنے کی غلط خبر اخبارات کو ارسال کرنے کے الزام میں ایڈیٹر فری پریس پر جو مقدمہ چل رہا ہے۔ اس میں ۵ اپریل کو اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے فرد جرم عائد کر دی۔

۵ اپریل کو بڑودہ کی جننگ مل میں ہولناک آتش زدگی کی واردات ہوئی۔ جس سے ۵۰ ہزار کی روئی کے علاوہ چھ اشخاص جل گئے۔ اور چھ سخت مجروح ہوئے۔

حاجی ترنگ زئی کا شہر علاقہ دیر میں جو شورش پیدا ہوئی تھی۔ نواب دیر نے اعلان کیا ہے کہ اسے کاملاً فرو کر دیا گیا ہے

امریکہ کے ایک سائنس دان نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے۔ جس سے آگ لگانے والی کیمیائی اشیاء اور زہریلی گیسیں ریڈیو کے ذریعہ پھینک کر ایک ہزار میل کے فاصلہ تک ہر چیز کو چشم زدن میں برباد کیا جا سکتا ہے۔ یورپ کی بظاہر قیام امن کے لئے کوششوں کے ساتھ اس قسم کی ایجادیں تعجب انگیز ضرور ہیں۔

کانگرس کا جلاس منعقد کرنے کے لئے جنرل سکرٹری نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دہلی سے پنڈال کے لئے جگہ طلب کی تھی جس نے معاملہ حکومت ہند کے پاس بھیجا۔ اس نے فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ کانگرس سول نافرمانی کر رہی ہے۔ اس لئے اس کے سالانہ اجلاس کے انعقاد کی اجازت بھی حکومت نہیں دے سکتی لہٰذا جگہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ریاست بھوپال میں بنگال آرڈی ننس کی نوعیت کے آرڈی ننس کے نفاذ کی خبر ہندوؤں کی طرف سے کئی روز ہوئے شائع کی جا چکی ہے۔ جس کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ بالکل غلط ہے صرف ضابطہ فوجداری میں ایک معمولی سی ترمیم کی گئی ہے جس کے رو سے مجسٹریٹوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ باغیانہ اشتہارات کو دوران اشاعت میں ہی ضبط کر سکتے ہیں۔

دہلی سے ۵ اپریل کی ایک خبر مظہر ہے کہ ملک معظم کی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک لارڈ لوتھین انگلستان واپس آکر ہندوستانی حالات کے متعلق اپنی رائے کا اظہار نہیں کرتے۔ اور یہ معلوم نہیں کرتے کہ اگر برطانیہ نے فرقہ وار تصفیہ کیا۔ تو مختلف جماعتوں اور ملک کی عام حالت پر اس کا کیا اثر پڑیگا۔ اس وقت تک فرقہ وار مسئلہ کے متعلق فیصلہ کا اعلان نہیں کیا جائیگا۔

بنگور سے ایک اطلاع ہے کہ ایک ہرکارہ ڈاک کے تھیلے لے کر جس میں کافی روپیہ تھا۔ جا رہا تھا۔ کہ ایک جنگلی راستہ میں قتل کر دیا گیا۔ اور حملہ آور تمام روپیہ لے کر بھاگ گئے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔